925

58636

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح حیات

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت باسعادت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومتِ نوشیروان کے چالیسویں سال میں اپنی ولادتِ باسعادت سے دُنیا کو منوّر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطّلب آپ کے والد ماجد تھے۔ حضرت آمنہ بنت وہب والدۂ ماجدہ اور حضرت حلیمہ ... دو ماہ کے تھے کہ آپ ... ئی۔ واقعۂ اصحابِ فیل ...

... کی ولادت ...

... نے

925

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

سے آٹھ سال بعد عبد المُطّلب (آنحضرتؐ کے دادا) نے بھی انتقال کیا۔ اور اپنے بیٹے ابُوطالب کو وصیّت کی، کہ آنحضرت صلعم کو محبّت سے پرورش کریں۔ جب سِن شریف شباب کو پُہنچا تو آپ کی راست گفتاری اور نیک کرداری ہر شخص پر ظاہر ہو گئی۔ اور لوگ آپ کو امین کے لقب سے پُکارنے لگے۔ اِسی زمانے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو ایک شریف اور دولت مند بی بی تھیں۔ اپنی تجارت کا کام سپُرد کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا اور مُلکِ شام کو تجارت کے لیے تشریف لے گئے۔ اِس کاروبار میں بہت فائدہ ہُوا۔

ازدواج

جب واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی راست مُعاملگی اور سچّائی اپنے خیال سے بھی زیادہ پائی اور یہ درخواست کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے نکاح میں قبول فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں چچا ابُوطالب اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مع چند آدمیوں کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کے والد خویلد بن اسد کے پاس آئے اور نکاح ہو گیا۔

اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار صاحبزادیاں زینبؓ اُمِ کلثومؓ، رقیہؓ، فاطمہؓ اور تین صاحبزادے قاسمؓ، طاہرؓ، طیبؓ پیدا ہوئے۔ صاحبزادوں نے ظہورِ پیغمبری سے پہلے ہی وفات پائی۔ مگر صاحبزادیوں کو مبارک زمانہ نصیب ہوا۔ اور مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

آغاز رسالت

جب عمرِ شریف چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عطا فرمائی اور قرآنِ مجید نازل ہوا۔ اس زمانے میں اہلِ عرب کسی مذہب کے پابند نہ تھے۔ بعض دہریہ تھے۔ اور کہا کرتے تھے آخرت وغیرہ کچھ نہیں۔ بس یہ ہی دُنیا ہیں مرنا اور جینا ہے۔ زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ جب قیامت کا ذکر سنتے تعجب سے کہا کرتے کہ کیا جب ہماری ہڈیاں رہ جائیں گی اور ہم ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو پھر زندہ

Marfat.com

کیئے جائیں گے ۔ اور بعض خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے تھے ۔ مگر چھوٹے چھوٹے خدا اور بھی فرشتوں اور رُوحوں میں سے مانتے تھے ۔ ان کے نام کے بُت تراش کر پُوجا کرتے تھے ۔ اور کہتے تھے کہ ہم اِن بُتوں کو اس لیے پُوجتے ہیں کہ یہ خُدا سے مِلا دیں گے ۔ بعض کہتے تھے کہ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ۔ مگر باوجود اِس اختلاف کے لڑنے جھگڑنے ، شراب خوری ، جُوئے بازی ، بدکاری ، سُود خوری ، اولاد کے مار ڈالنے ، بے تعداد نکاح کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے میں سب ایک ہی راستے پر تھے ۔

پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سیدھی راہ بتائی کہ بتوں کی پُوجا نہ کریں اور خُدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت میں مشغُول ہوں ۔ تو بہُت جھنجھلائے اور بیہُودہ اعتراضات کرنے لگے ۔ کوئی کہتا تھا کہ اتنے بہُت سے معبُودوں میں سے ایک ہی رہ گیا اور کوئی کہتا تھا کہ ہم نے تو یہ بات اپنے باپ دادا سے نہیں سُنی ۔ ہم تو وُہی کام کریں گے جو ہمارے بڑے کرتے چلے آئے ہیں ۔

پس جب اُن کے سیاہ دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی نصیحت نے اثر نہ کیا تو حضورؐ نے ایسی روشن دلیلوں سے جو اُن کی سمجھ سے باہر نہ تھیں حق کو ثابت کیا۔ اور خُداوند تعالیٰ کے وجُود اور برحق معبُود ہونے کو ذہن نشین کرایا۔ جیساکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "کیا خُداوند تعالیٰ کے وجُود میں کوئی شک ہے جو پیدا کرنے والا زمین و آسمان کا ہے اور جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو مضبُوط چھت بنایا۔ اگر چند معبُود ہوتے تو زمین و آسمان اب تک ہرگز ثابت نہ رہتے اور یہ کہ تُم لوگوں نے ایسی چیزوں کو معبُود بنا رکھا ہے جو کُچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ خود دوسروں کے بنائے ہوئے ہیں۔" اور پھر روز قیامت اور دوبارہ زندگی کو اگرچہ جاہلوں کی سمجھ سے نہایت دُور ہے خُداوند پاک کی وحی سے ایسی صاف صاف دلیلوں سے سمجھایا کہ تم ایک پانی کا قطرہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُسی کو گوشت کا لوتھڑا بنایا اور اس میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک، کان پیدا کرکے اِنسان بنا دیا۔"

چُونکہ مُدّتِ دراز سے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔ اِس لئے لوگ پیغمبری کو خُدائی کا جُزو سمجھنے لگے تھے اور اُسے فرشتوں کا کام خیال کرتے تھے۔ اِسی وجہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے دعوائے پیغمبری سے تعجّب کرتے اور کہتے تھے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟ جو ہماری طرح کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردۂ جہالت کو اُٹھایا۔ اور حسب ارشاد باری تعالیٰ پیغمبری کے معنی صاف سمجھا دیئے۔ کہ "میں بے شک تمہیں جیسا ایک اِنسان ہُوں۔ لیکن مجھ پر وحی اُترتی ہے۔ اور میں جو کچھ بیان کرتا ہوں وحی کے مُطابق کرتا ہُوں۔ میں اِیمانداروں کو دوزخ سے ڈرانے والا اور جنّت کی خُوشخبری پُہنچانے والا ہُوں۔ اگر تُم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے قدم بقدم چلو۔ میرا کہنا مانو، تم بھی خُدا کے دوستوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ پس جب توحید اور رسالت کے نوُر نے اُن کے دلوں کو روشن کر دیا۔ تو خوش خوئی اور نیک کرداری کا سبق پڑھا کر پابندِ شریعت بنایا۔

آغازِ دعوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِبتداء اِسلام میں علانیہ لوگوں کو اِسلام کی طرف نہیں بُلاتے تھے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ، حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اِس کے بعد حضرت ابُوبکر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی تلقین سے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مشرّف باسلام ہوئے۔

جب تین برس اِس حالت میں گزر گئے تو وحی الٰہی نازل ہوئی کہ "اپنے قریب کے رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ اور حکم خُداوندی سُناؤ"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُلایا۔ اور اولادِ عبدالمطّلب کی ضیافت کے لیے کھانا تیار کرنے کا حُکم دیا۔ چنانچہ کھانا تیار ہُوا اور تمام اولادِ عبدالمطّلب نے جو کہ سب چالیس آدمی تھے جمع ہو کر کھانا کھایا۔ بعد فراغت حضورؐ نے چاہا کہ گفتگو شروع کی جائے مگر ابُولہب نے بیہُودہ باتوں میں وقت ٹال دیا اور مجلس کو درہم برہم کر دیا۔

آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو پھر حکم دیا کہ دوسرے دن بھی پھر اسی طرح کھانا تیار کراؤ۔ پس جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ خُدا کے حُکم سے تُم کو راہِ راست کی طرف بُلاتا ہوں۔ اب تُم میں سے کون ہے جو میرا ساتھ دے"؟

Marfat.com

یہ سُنتے ہی سب غُصّے میں بھر گئے اور مُنہ پھیر لیے۔ لیکن حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ "میں اگرچہ اِن سب میں چھوٹا ہُوں۔ لیکن اِیمان لاتا ہوں"۔ اس بات پر سب قہقہہ مار کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِسی طرح وقتاً فوقتاً وعظ و نصیحت فرماتے اور بُتوں کی بُرائی سُناتے تھے۔ یہاں تک کہ سب لوگ آپ کے دُشمن ہو گئے اور درپئے آزار رہنے لگے لیکن ابُو طالب ہمیشہ آنحضرت کو اُن کے شر سے بچاتے اور آڑے آتے رہتے۔ ایک روز چند قریش عتبہ، ابُوجہل، ولید بن مغیرہ وغیرہ ابُو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ کہ "تمہارا بھیجا ہمارے بزرگوں اور مذہب کو بُرا کہتا ہے۔ یا تو اُسے ان باتوں سے منع کرو یا اُس کی حمایت کو چھوڑ دو۔ ابُو طالب نے انہیں نرمی اور ملائمت سے جواب دے کر ٹال دیا۔ اور حضورِ والاؐ بدستور اپنے کام میں مشغول رہے۔ دوبارہ پھر وُہ لوگ غُصّے میں بھر کر ابُو طالب کے پاس آئے۔ اور کہا کہ "اگر تم اُنہیں باز نہ رکھو گے تو ہم تم دونوں کے سر ہو جائیں گے۔ اور تم میں سے ایک کا خُون کر دیں گے"۔ ابُو طالب نے حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے کہا کہ " برادر زادہ تم نے یہ کیا کام کیا؟ " آنحضرتؐ نے سمجھ لیا کہ یہ بھی بیزار ہیں۔ فرمایا کہ " اگر میرے دائیں ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھیں اور کہیں کہ اس کام سے باز آؤ تو میں ہرگز نہیں رک سکتا " اور آنکھوں میں آنسو بھر کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوطالب نے آپ کو بلا لیا۔ اور کہا جو تمہارا دل چاہے کہو۔ کسی سے مت ڈرو۔ میں دشمنوں کو تم پر قابو نہ پانے دوں گا۔"

اس کے بعد اُن کافروں نے ہر مسلمان پر دانت پیسے اور جس قبیلے میں جس مسلمان کو کمزور پایا اُس پر طرح طرح کے جور و ستم ڈھائے تاکہ اُسے اِسلام سے پھیر لیں۔ اُن بیچاروں میں ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اُن کا آقا امیّہ بن خلف اُنہیں تیز دھوپ میں جلتی ریت پر کبھی مُنہ کے بل کبھی چیت لٹاتا۔ اور بھاری پتھر سینے پر رکھ کر کہتا۔ کہ " جب تک محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کی اطاعت سے باز نہ آؤ گے نہ چھوڑوں گا " یہی حال لُبَیْنَہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِس غریب کنیز کو سخت تکلیفیں دیتے تھے۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں

Marfat.com

خرید کر آزاد کر دیا۔ انہیں مظلوموں میں ایک اور صاحب بھی تھے جو ابُوجہل کے مظالم سہتے سہتے اندھے ہو گئے تھے۔ وُہ نالائق جب اُن سے کہتا کہ "لات و عُزّیٰ نے تمہاری آنکھیں پھوڑ دی ہیں" تو جواب دیتے کہ "اُنہیں کیا خبر وُہ تو خود پتھر ہیں" غرض اِسی طرح بہُت سے مُسلمان مُصیبتوں میں مُبتلا تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا!

حضرت عمُر رضی اللہ عنہ بھی مشرّف باسلام ہُوئے یہ بڑے بہادُر اور غُصّہ ور شخص تھے۔ قبولِ اِسلام سے پہلے مُسلمانوں کے آزار کے اِس قدر درپئے تھے۔ کہ ایک دن ننگی تلوار لے کر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے شہید کرنے کو چلے۔ ایک شخص راستے میں مِلا اور کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم) کی طرف کیا جاتے ہو؟ خود تمہارے بہن اور بہنوئی مُسلمان ہو چُکے ہیں اُن کی تو خبر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سُن کر اُن کے گھر کی طرف جھپٹے۔ اور قرآن شریف پڑھنے کی آواز سُنی۔ اجازت کے بعد مکان میں داخل ہوئے۔ اُن لوگوں نے قرآنِ پاک کو چُھپا لیا اور خاموش بیٹھ گئے۔ حضرت عمُر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اپنی بہن کو اِس قدر مارا کہ بدن سے خُون بہنے لگا۔ اُنہوں نے کہا۔ "جو چاہو کرو ہم دینِ محمدیؐ سے پھرنے والے نہیں"۔

حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اپنی بہن کی خستگی اور لہولہان ہونے پر شرمندہ ہُوئے اور کہنے لگے۔ "وُہ تحریر تو دِکھاؤ جسے تُم پڑھ رہی تھیں۔ میں بھی دیکھوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کیا لائے ہیں۔ اِس سُورۂ پاک کو ہاتھ میں لیا اور دو چار آیتیں پڑھیں۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے دل میں کلامِ الٰہی نے یہ اثر کیا کہ آنسُو نکل پڑے اور ایسا گداز پیدا ہُوا کہ تاب نہ رہی۔ حضرت خبابؓ سے جو اِن صاحبوں کو قرآنِ پاک پڑھا رہے تھے کہا "مُجھے بارگاہِ رسالت میں لے چلو"۔

حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کو حضورؐ کی جانب لے چلے۔ درِ مُبارک کھُلا ہُوا تھا۔ اجازت حاصل کرکے شرفِ قدم بوسی سے مشرّف ہُوئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ اورحضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر فرمایا "اے ابنِ خطاب! کس لیے آئے ہو" عرض کیا کہ خُدا اور اُس کے رسُول پر ایمان لانے کو"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

نعرۂ تکبیر بلند کیا اور آنحضرتؐ کی تکبیر کے ساتھ جُملہ حاضرین بھی تکبیر پُکار اُٹھے۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کون ایسا شخص ہے جو اِس واقعہ کو طشت از بام کردے۔ لوگوں نے کہا ”جمیل بن معمر ہے“ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ فوراً اُس کے پاس پہنچے اور کہا ”ہر متنفّس کو سُنا دو۔ کہ میں مُسلمان ہو گیا“

جمیل خانہ کعبہ کی طرف گیا اور چلّایا کہ اے گروہِ قریش! آگاہ ہو جاؤ کہ عمرؓ مُرتد ہو گئے“ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پیچھے تھے۔ فرمانے لگے کہ ”یہ جھُوٹا ہے۔ میں مُسلمان ہُوا ہوں“ غرض تمام اہلِ مکّہ اُن سے لپٹ گئے۔ اور آمادۂ پُرخاش ہُوئے۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جو چاہو کرو۔ ہم جس روز تین سو ہو جائیں گے دکھا دیں گے کہ مکّہ میں تم رہتے ہو یا ہم“ اس اثنا میں عاص بن وائل بھی آپہُنچا اور کہنے لگا ”اس شخص کو چھوڑ دو۔ خُود اس کی قوم بنی عدی اِسے نہ چھوڑے گی“ یہ سُن کر لوگوں نے آپ کا پیچھا چھوڑ دیا لیکن آنحضرتؐ کی آزاردہی میں برابر کوشاں رہے نعوذ باللہ کوئی ساحر بتاتا کوئی شاعر، ابُوجہل، ابُولہب، اُمیّہ بن خلف

Marfat.com

حرث بن قیس، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل شانِ مُبارک میں سخت گستاخیاں کرتے۔ اور درِ مُبارک پر غلاظت ڈال جاتے اور جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرماتے تو تغلیط کرتے اور شور مچاتے۔

ہجرتِ حبشہ

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ مُلاحظہ فرمایا کہ آپ کے فرمانبردار مُسلمان کُفّار کے ہاتھوں سخت مصیبتوں میں گرفتار ہیں تو عام اجازت فرما دی کہ "جس کا کوئی یار و مددگار نہ ہو۔ وُہ مکہ چھوڑ دے۔ اور حبش میں جا رہے۔ وہاں کا بادشاہ کسی کو نہیں ستاتا۔ جب خُدائے تعالےٰ تُم کو قوت و دولت دے تو پھر آ جانا۔" پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مع زوجۂ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ بنتِ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ وغیرہ دس اشخاص رجب ۵ھ نبوی میں نجاشی شاہِ حبش کے پاس کشتی میں سوار ہو کر چلے گئے۔ یہ ہجرت اسلام میں سب سے پہلی ہجرت تھی پھر

Marfat.com

حضرت جعفر بن ابُو طالب رضی اللہ عنہ بھی پُہنچے۔ اور رفتہ رفتہ بہُت سے مُسلمان حبشہ میں چلے گئے۔ یہاں تک کہ مہاجرین کی تعداد ایک سو ایک ہو گئی۔ جن میں تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں تھیں۔

قریش نے اُن کے واپس کئے جانے کی درخواست کی۔ اور عبداللہ و عمرو بن العاص کو تحفے دے کر اُن کے پاس بھیجا۔ لیکن نجاشی نے درخواست قبول نہ کی۔ اور یہ لوگ ناکام واپس آئے۔ جب قریش نے دیکھا کہ مُسلمان دم بدم بڑھتے جا رہے ہیں۔ تو آپس میں مُعاہدہ کیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدُالمطّلب سے خرید و فروخت اور رشتہ ناطہ نہ کریں گے یہ عہد نامہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ اس وقت تمام بنی ہاشم خواہ مُسلمان خواہ کافر سب ابُو طالب کی طرف ہو گئے اور اِسی گروہ میں آگئے لیکن ابُو لہب الگ رہا اور قریش سے جا مِلا۔ تمام بنی ہاشم اِسی حالت میں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

اسی درمیان میں مہاجرین حبشہ کو خبر ملی کہ تمام اہلِ مکّہ مُسلمان ہو گئے۔ اِس مُژدہ کو سُنتے ہی ۳۳ آدمی چلے آئے۔

Marfat.com

جب مکّہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہُوا کہ یہ خبر جھُوٹ ہے۔ ناچار کوئی بھی مکّہ میں نہ آسکا۔ پھر قریش ہی میں سے چند آدمی اس عہدنامہ کے توڑنے پر آمادہ ہُوئے۔ اور حجوں کے پاس جمع ہو کر اس امر پر معاہدہ کیا۔ زبیر بن امیّہ المخذومی نے کہا۔ "اِس مُعاملہ میں مَیں پیش قدمی کروں گا"۔ دُوسرے دن سارے قریش جمع ہُوئے۔ زبیر خانہ کعبہ کا طواف کر کے لوگوں کی طرف متوجّہ ہُوا اور کہنے لگا۔" اے اہل مکّہ! ہمیں کھانے پینے اور پہننے کی سب چیزیں مُہیّا ہیں۔ اور بنی ہاشم کی یہ حالت ہے کہ نہ کچُھ خرید سکتے ہیں اور نہ بیچ سکتے ہیں۔ خُدا کی قسم جب تک اِس عہدنامہ کو چاک نہ کر دو گے میں ہرگز نہ بیٹھوں گا۔ ابُوجہل نے کہا۔" تُو جھُوٹ بکتا ہے۔ ہم ہرگز اِسے چاک نہ کریں گے"۔ ربیعہ بن اسود بول اُٹھا کہ" خُدا کی قسم تو جھُوٹا ہے۔ ہم نے اس کے لکھنے کے وقت ہرگز اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی تھی۔ پس مطعم نے اُٹھ کر فوراً اس عہدنامہ کو چاک کر ڈالا۔

Marfat.com

ابُوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات اور آنحضرتؐ کا طائف تشریف لے جانا۔

شوال سنلہ نبوی میں ابُوطالب نے اِنتقال کیا۔ اور اِنہیں دنوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پے درپے صدمات پُہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایوں نے آزار دینے پر اس درجہ کمر باندھی کہ کوئی تو سرِ مُبارک پر راکھ اور خاک برساتا۔ کوئی نماز پڑھتے وقت جانوروں کی غلاظت گردن مُبارک پر رکھ جاتا۔ لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کے ساتھ اِن سب تکالیف کو برداشت کیا۔ (رُوحی فدا)

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیا اور طائف تشریف لے گئے وہاں شرفاء بنی ثقیف کے گروہ میں رونق افروز ہوئے۔ اور

Marfat.com

مسائلِ توحید ارشاد فرمانے لگے۔ اِن لوگوں کو بھی یہ امرِ حق ناگوار گزرا کوئی کہنے لگا کہ "خدا کے پاس اس کام کے لیے آپ ہی رہ گئے تھے اور کسی کو نہ بھیجا؟ کسی نے کہا "ہم آپ سے بات نہیں کرتے اس لئے کہ اگر آپ واقعی پیغمبرِ خدا ہیں تو ہمیں مُناسب نہیں کہ اُلٹا جواب دیں۔ اور اگر آپ پیغمبری کا دعویٰ غلط کرتے ہیں تو آپ گفتگو کرنے کے قابل نہیں۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ناچار وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے ان جاہلوں نے لڑکوں کو حضور پاک کے پیچھے لگا دیا۔ وُہ دُشنام دیتے اور شور کرتے ہُوئے ساتھ ہو لئے۔ ان لڑکوں نے حضور پر پتھروں کی سخت بارش کی جس سے آپ کا تمام جِسم مُبارک لہولُہان ہو گیا۔ آپ ایک دیوار کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ اور اُن کی گستاخیوں پر صبر کرکے فرمانے لگے "اے خدائے پاک! تو سب سے بڑا مہربان ہے۔ تیرے آگے اپنی ناتوانی اور عاجزی عرض کرتا ہوں" یہ فرما کر مکہ تشریف لے آئے اور اپنی قوم کے ہاتھوں پہلے سے بھی زیادہ آزار اُٹھائے۔

آغازِ انصار

کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایامِ حج میں

Marfat.com

قبائلِ عرب کے پاس تشریف لے جا کر اُنہیں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف بُلاتے اور فرماتے کہ "اے بنی فلاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس رسُول بنا کر بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اُسی کی عبادت کرو۔ اور اُس کا شریک مت بناؤ"۔ اس وقت ابُولہب چلا کر کہتا "اے لوگو! یہ شخص تم سے لات و عُزیٰ کی عبادت چھڑوانا چاہتا ہے۔ اس کی بات ہرگز نہ سُنو"۔ چنانچہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلِ کندہ و کلب و بنی حنیفہ و بنی عامر کو حکم سنایا اور اُنہوں نے نہ مانا۔

قبیلہ بنی عامر میں سے ایک شخص بولا۔ اگر ہم آپ کی اطاعت قبول کریں اور اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں پر فتح دے۔ تو کیا آپ حکومت کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں دیں گے؟ حضورؐ نے فرمایا یہ تو خُدا کے اِختیار میں ہے جسے چاہے بخشے۔ وُہ بولا تو پھر کیا فائدہ؟ کہ ہم نشانۂ ملامت بھی بنیں۔ اور حکُومت دوسرے لوگ کریں؟

ایک دن اسی طرح جمرۂ عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج کے چند لوگوں پر جو یثرب کے رہنے والے تھے آپ نے اسلام کو پیش کیا۔ اور قرآن پاک پڑھ کر سُنایا۔ یہ چھ شخص تھے۔ سب مُشرف بہ اِسلام ہوئے۔ اُنہوں نے یثرب پہنچ کر دوسرے لوگوں سے تذکرہ کیا۔

Marfat.com

کُل یثرب میں اس کا شُہرہ ہوگیا۔ دُوسرے سال موسم حج میں اہلِ یثرب میں سے بارہ آدمیوں نے بیعت قبول کی اور عہد کیا کہ خُدا کا شریک کسی کو نہ بنائیں گے۔ چوری اور بدکاری سے پرہیز کریں گے اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اُن کے ہمراہ کردیا۔ تاکہ احکامِ شریعت کی تعلیم دیں۔

اب یثرب میں ہر طرف اسلام کا اُجالا پھیل گیا۔ یہاں تک کہ کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں ایک مرد یا عورت مسلمان نہ ہو۔ چند روز کے بعد حضرت مصعبؓ تہتر مسلمانوں کو حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں لائے۔ انہوں نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ ایامِ تشریق میں جمرۂ عقبہ کے مقام پر ہم سب حاضر ہوں گے۔ چنانچہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے عمّ حضرت عباسؓ کے جو اس وقت تک مُشرک تھے مقامِ مذکور پر پہنچے اور مُسلمانانِ یثرب کو وہاں موجود پایا۔ حضرت عباسؓ نے اُنہیں مخاطب کرکے کہا:۔

"اے گروہ خزرج تم جانتے ہو کہ حضرت محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں کیسے عزیز اور ذی رتبہ ہیں۔ اُن کی خاطر ہم نے کونسی مصیبتیں نہیں جھیلیں؟ اب وہ تم لوگوں میں رہنا چاہتے ہیں پس اگر تم اُن کی مدد پر آمادہ ہو۔ اور دُشمنوں کے آزار سے بچا

Marfat.com

سکتے ہو۔ تو سوچ سمجھ کر اس اَمر کو قبُول کرو۔ اور جو تُم میں ایسی قُوّت و ہمّت نہ ہو تو اپنے گروہ میں لے جانے کا خیال چھوڑ دو "۔ اُن میں سے ایک شخص بولا :-

"اے جماعتِ خزرج! کچھ سمجھتے ہو؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کِس شرط پر بیعت کر رہے ہو؟ گویا تمام عرب وعجم کے لوگوں سے تمہاری لڑائی ہے۔ اگر اس جانبازی میں آیندہ وفادار ثابت نہ ہُوئے تو دین و دُنیا میں رُوسیاہی ہو گی اس عہد پر کمرِ ہمّت مضبُوط باندھی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے دو کہ دُنیا اور آخرت میں سربلندی کا باعث ہے "۔ اس پر سب پُکار اُٹھے کہ "ہم اپنے جان و مال کو حضورؐ پر فدا اور قربان کرنے کے لیے تیار ہیں "۔ چنانچہ سب نے بیعت کی اور عہد کیا کہ ہم اپنے فرزندوں سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السّلام کی حفاظت کریں گے اور مدینہ طیّبہ کو چلے گئے۔

یہ سب بزرگ انصار کہلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمام اصحابِ مکہ کو حکم دیا کہ یثرب کو ہجرت کر جائیں۔ صرف

58636

Marfat.com

حضرت ابُوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت میں رہے۔ حضورؐ نے ایّام ذی الحجہ، محرّم اور صفر مکّہ ہی میں قیام پذیر رہ کر ربیع الاوّل میں یثرب کو تشریف لے جانے کا عزمِ مصمّم فرما لیا۔

ہجرت مدینہ طیّبہ

جب قریش مکہ کو انصار کے اسلام کی خبر پُہنچی تو غُصّے سے دانت پیسنے لگے اور مُسلمانوں کی دل آزاری میں شعلے کی طرح بھڑک اُٹھے۔ حضورؐ والا کے یثرب میں تشریف لے جانے کی خبر سے فکر میں پڑ گئے۔ آخر کار سب نے دارالندوہ[1] میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کہاں سے کہاں تک پُہنچ گیا۔ اندیشہ ہوتا ہے کہ کسی دن اپنے ساتھیوں کو لے کر ہم پر چڑھائی نہ کر دیں۔ اس مُعاملے میں سب سوچو کہ کیا کرنا چاہیے۔ کِسی نے کہا۔ اُن کو ایک مکان میں بند کر دو۔

---

[1] یہ ایک مکان تھا۔ جس میں مشورے کے لیے عرب جمع ہُوا کرتے تھے۔ اور اسے قُصّی بن کلاب نے بنایا تھا۔ مؤلف ۱۲

Marfat.com

کوئی بولا "شہر بدر کر دو" ابُوجہل نے یہ رائے دی کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی چھانٹ کر جمع کیا جائے۔ اور وُہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کریں۔ تاکہ اُن کا خون تمام قبیلوں کی گردن پر رہے۔ اس طرح بنی ہاشم کسی سے بھی بدلہ نہ لے سکیں گے۔ اس تدبیر پر سب کا اتّفاق ہو گیا۔

جب پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مشورے کی خبر ہُوئی تو حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کو اپنے بستر پر لِٹا کر انہی کفّار کے سامنے سے جو درِ اقدس پر مسلّح کھڑے تھے۔ حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ اور اُن تمام دشمنوں کو ایک مُٹّھی خاک سے اندھا کیا کہ آپ کے تشریف لے جانے سے قطعاً بے خبر رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی رفاقت میں اور عبداللہ ابن اریقط (مشرک) کو راستہ بتانے کے لیے ساتھ لیا۔ اور غارِ ثور[1] میں تین روز تک قیام فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں بزرگوں کے لیے وہاں کھانا پہنچاتی تھیں۔

[1] ثور مکہ معظمہ کے نشیب میں ایک پہاڑ ہے۔ مؤلف

Marfat.com

ایک روز قریش تلاش کرتے کرتے غار پر پہنچ گئے۔ حضرت ابُوبکرؓ اُن کی آواز سُن کر گھبرائے اور فرمانے لگے۔ اب ہمیں پالیا۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غمگین[1] مت ہو خُدا ہمارے ساتھ ہے"۔ چُنانچہ قریش غار کے چاروں طرف چکّر لگا کر واپس چلے آئے۔ اور کچُھ نظر نہ آیا۔ پھر غار سے نِکل کر دونوں صاحب اُونٹ پر سوار ہو کے مدینہ طیّبہ کی طرف روانہ ہُوئے اور ۱۱ ربیع الاوّل کو پیر کے دن دوپہر کے وقت رونق افزائے یثرب ہُوئے۔

اثناء راہ میں چودہ دن حضرت اُمّ کلثوم بن ہدم کے ہاں محلہ قبا میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنا ڈالی۔ جس کی شان میں یہ آیت نازل ہُوئی ہے "وُہ مسجد جس کی بنا اوّل ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ آپ کے نماز پڑھنے کے لائِق ہے"۔ جب قبا سے روانہ ہُوئے تو راستے میں بہُت سے انصاریوں کے مکانات ملے۔ اور ہر شخص اُونٹ کو پکڑ کر عرض کرتا "یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں قیام فرمائیے۔ میری جان و مال حاضر ہے

[1] ارشادِ نبوی کے الفاظ یہ ہیں۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ ۱۲

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے "اِس اُونٹ کا راستہ مت روکو اور جس طرف چلے چلنے دو"۔ چُنانچہ اُونٹ اس مقام پر پُہنچ کر جہاں مسجد نبوی ہے بیٹھ گیا اور حضُورؐ والا کجاوہ سے اتر آئے۔ حضرت ابُو ایُوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مکان پر لے گئے۔ آپ اُس وقت تک وہاں قیام پذیر رہے کہ مسجد نبوی اور دولت کدہ مبارک تیار ہو گئے۔

اسی سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہُوئے یہ مہاجرین کی سب سے پہلی اولاد تھے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں باہم بھائی بندی کرادی۔ یہاں تک کہ انصار نے مہاجرین کے لیے اپنی ہر چیز نصفا نصف کر دی۔ دوسرے سال قبلہ بیتُ المقدّس سے بیتُ الحرام کی طرف بحکم الٰہی بدلا گیا۔ مدینہ طیّبہ میں آپ کی تشریف آوری کے بعد صرف ڈیڑھ سال تک بیتُ المقدس کی جانب نماز ادا کی گئی اور اسی سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔ جنگ بدر کبُریٰ اِسی سال ہُوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف کے بعد "یثرب" "مدینۃ النبیؐ" یعنی نبی کا شہر کہلانے لگا۔ جو بعد میں فقط مدینہ ہو گیا۔

Marfat.com

جنگِ بدر[1]

اِس جنگ کا سبب یہ ہُوا تھا کہ مُسلمانوں کی ہجرت کے بعد بھی قریشِ مکّہ دِل آزاری اور مکّاری سے باز نہ آئے۔ چُنانچہ ایک روز ابُوجہل چھُپ کر مدینہ طیّبہ میں آیا اور عیاش بن ربیعہ کو بہلا پھُسلا کر مکّہ معظمہ میں لے گیا اور وہاں مُقیّد کر لیا۔ اسی طرح اور بھی واقعات پیش آ کر اسباب مخاصمت بڑھتے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس بھی لگے رہتے تھے۔ تاکہ اُن کی کارروائیوں سے آگاہ کرتے رہیں۔

انہیں دنوں قریش کا ایک قافلہ جس کا سردار ابُوسفیان تھا شام سے واپس آ رہا تھا۔ کِسی نے ابُوسفیان سے کہہ دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے لڑنے آئے ہیں۔" اُس نے یہ خبر قریشِ مکّہ کو بھیج دی اور مکّہ کے تمام سردار اُس کی مدد کو آ گئے۔ صرف ابُولہب رہ گیا۔ یہ سب ساڑھے نو سو ہتھیار بند آدمی تھے۔ اور سَو گھوڑے بھی اُن کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] بدر ایک پرانا کنواں تھا۔ جس کے قریب یہ جنگ ہوئی۔ مؤلف ۱۲

Marfat.com

نے چار و ناچار مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ بہت جلد تیاری کریں
۱۷۔ رمضان المبارک ۲ ہجری کو تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی جن میں ۸۲
مہاجرین اور باقی انصار تھے جنگ کے ارادے سے مدینہ شریف
سے باہر نکل آئے۔ اُن میں سے حضرت مقداد اور حضرت زبیر بن
العوام رضی اللہ عنہما دو۲ صاحب اسپ سوار تھے۔ اور ستر اُونٹ
جن میں سے ایک اُونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت
زیدؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس تھا۔ اور ایک
اُونٹ حضرت ابُوبکرؓ، حضرت عُمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن
عوف کے لیے تھا۔ اسی طرح سب لوگ نوبت بہ نوبت
اُترتے بیٹھتے چل پڑے۔ نشان حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اور
حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو عطا ہُوا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلُوم ہُوا کہ قریش کی
تعداد ایک ہزار آدمیوں کے قریب ہے اور عتبہ، شیبہ، ولید،
ابُوجہل، عمرو بن عبدود اور دیگر سردارانِ قریش اُن میں موجُود ہیں
تو اصحابؓ سے مشورہ کر کے فرمایا" اس وقت مکّہ نے تمام لختِ
جگر تمہارے سامنے ڈال دیے ہیں۔ حضرت ابُوبکرؓ اور حضرت
عمرؓ نے تائید کی۔ مقدادؓ نے عرض کی۔" یا رسُول اللہ!

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم)، جو کچھ خُداوند تعالیٰ کا حکم ہو کیجئے، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم خُدا کی ہم ایسے نہیں جیسے بنی اسرائیل نے حضرت مُوسیٰؑ سے کہا تھا۔ تو اپنے خُدا کے ساتھ جا اور مُقابلہ کر۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں، خُدا کی قسم اگر آپ ہم کو برکُ الغماد تک بھی اپنے ہمراہ لے چلیں تو ہم لڑنے کے لیے تیّار ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اے لوگو! کیا مشورہ دیتے ہو"؟ یہ خطاب انصار سے تھا۔ پس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُٹھے، اور عرض کی "کیا ہم سے ارشاد ہے"؟ فرمایا "ہاں" عرض کی "ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ اُس خُدا کی قسم جس نے آپ کو رسُول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آپ سمندر کے درمیان بھی چلیں تو ہم ساتھ ہیں"۔ غرض سب بدر کو روانہ ہُوئے۔

دونوں گروہ ایک دوسرے کے مُقابل ہو گئے۔ مُشرکین مکّہ میں سے عتبہ و شیبہ (ربیعہ کے بیٹے) اور ولید بن عتبہ تین آدمی باہر نکلے۔ اس طرف سے حضرت عوفؓ و حضرت معوذؓ (عفراء کے بیٹے) اور عبداللہ بن رواحہؓ مقابل ہُوئے۔ اُنہوں نے اُن سے دریافت کیا "تم کون ہو"؟ یہ بولے "ہم انصار ہیں" اُنہوں نے کہا "تم سے ہم کو سروکار نہیں۔ بلکہ شرفاء عرب جو ہمارے ہم پلہ ہیں۔

Marfat.com

سامنے آئیں"۔ پس فوراً حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نکل کر مقابل ہوئے۔

حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو واصلِ جہنم کیا۔ اور حضرت عبیدہؓ و عتبہ لڑتے رہے۔ آخر عتبہ گر گیا اور حضرت حمزہؓ و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اُسے فی النّار کیا۔ بعد ازاں دونوں گروہ مُقابل ہوئے۔ مُشرکینِ مکہ نے شکست کھائی۔ اور بہت سے لوگ قید ہوئے۔ اُن میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ اُمّ المؤمنین سودہؓ (زوجہ مطہّرہ) نے اُسے مقیّد دیکھ کر فرمایا "عورتوں کی طرح پکڑا گیا۔ مردوں کی طرح جانبازی نہ کی"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُن لیا اور اس پر تنبیہ فرمائی۔ اُنہوں نے عرض کیا "یا رسُول اللہ اسے اس حالت میں دیکھ کر بے اختیار زبان نے سبقت کی"۔

حضورِ انورؐ نے قیدیوں پر نہایت نوازش کی۔ اور اُنہیں کھانا کھلایا۔ یہ قیدی تعداد میں ستّر تھے۔ قریش نے فدیہ دے کر اُنہیں رہا کرا لیا۔ اس لڑائی میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار کل چودہ مُسلمان شہید ہوئے۔ قریش اپنے مقتولین پر ماتم کرنے لگے۔ اور پھر اس خیال سے خاموش ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلّم اور اصحابِ کبارؓ نہ ہنسیں۔

غزوۃ السّویق

اس واقعہ کے بعد ابُوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ نہ لے لوں میرے لئے بیویاں اور خُوشبو حرام ہے۔ چُنانچہ دوسَو سوار لے کر مدینہ طیّبہ کو چل دیا۔ اور پہنچنے سے پہلے چند سوار مدینہ میں بھیجے جنہوں نے چند انصار کو شہید کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ حال معلوم ہُوا تو آپ مع اصحابِ کبارؓ جاں نثار کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مقابلہ ہونے پر ابُوسفیان مع ساتھیوں کے بھاگ گیا اور وُہ اِس قدر بدحواس ہو کر بھاگے بھاگتے ہُوئے وُہ اپنے ستُو چھوڑ گئے۔ اِسی وجہ سے یہ لڑائی غزوۃُ السّویق کہلاتی ہے۔ اسی سال حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کا نکاح حضرت فاطمۃُ الزّہراؓ سے ہُوا۔

بعدازاں مُشرکینِ مکّہ بہُت دفعہ مُسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ اور بنی ثعلبہ و بنی سلیم وغیرہ بارہا جمع ہو کر آئے۔ لیکن ہر مرتبہ شکست کھائی۔

Marfat.com

غزوۂ اُحد

۳ھ ہجری میں غزوہ اُحد پیش آیا۔ سبب یہ ہُوا کہ قریش کے چند سردار ابُوسفیان کے پاس آئے اور اُس سے اور اُس کے ہمراہیوں سے کہ وُہ بھی تجارت پیشہ تھے۔ مُسلمانوں سے لڑنے کے لیے مدد چاہی۔ یہ سب راضی ہو گئے۔ اور عمرو بن العاص وغیرہ چار شخصوں کو دیگر قبائل عرب کے بھڑکانے کے لیے بھیجا۔ چُنانچہ بنی ثقیف و بنی کنانہ وغیرہ کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور قریش مع اپنے سرداروں اور حبشی غلاموں کے اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ جُبَیر ابن مطعم نے اپنے حبشی غُلام سے جسے وحشی کہتے تھے کہا اگر تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو قتل کر دے۔ تُو آزاد ہے۔ غرض ابُوسفیان سالار لشکر ہُوا۔ اور اپنی بیوی ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا۔ اور دوسرے سردارانِ قریش کی بیویاں بھی ہمراہ ہُوئیں۔ تاکہ اُن کے شرم و غیرت دلانے سے میدان سے بھاگ نہ سکیں۔ اور مقابلے پر جمے رہیں۔ اور اُن کے گانے بجانے سے

Marfat.com

دلیری بڑھے۔
ابُو عامر انصاری پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر مکّہ جا رہا تھا۔ وُہ بھی اُن میں شامل ہو گیا۔ پس ۴ر شوّال ۳ھ ہجری چہار شنبہ کو ذی الحلیفہ (مدینہ طیبّہ کے قریب ایک مقام) میں پہنچ گئے۔ یہ سب تین ہزار آدمی تھے۔ جن میں سات سَو زرہ پوش اور دو سَو سوار تھے۔ جب پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی خبر پُہنچی۔ تو آنجنابؐ نے مدینہ ہی میں رہ کر اُن سے مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر بعض صحابہؓ کے گزارش کرنے سے عبداللہ بن اُمّ مکتوم کو والئے مدینہ کرکے ایک ہزار مردوں کے ساتھ جن میں سَو زرہ پوش اور دو سَو سوار تھے۔ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے۔

جس وقت آپؐ جبلِ اُحد کے قریب پُہنچے۔ عبداللہ بن اُبَیّ اپنے گروہ کو لے کر لوٹ گیا۔ اور آپ نے عُدوۃ الوادی میں پہنچ کر لشکر کو ترتیب دیا اور اُحد کو پسِ پُشت رکھا۔ اس وقت ابُوسفیان نے انصار کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ ہمارے برادر زادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے سپُرد کر دو۔ اگر ایسا کرو گے تو ہم ابھی واپس لوٹ جائیں گے۔ ہمیں

Marfat.com

تم سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ انصار نے اس کا سخت جواب دیا۔ جو قریش کو بہت ناگوار گزرا۔ اور آمادۂ جنگ ہوگئے پس خالد بن ولید کو میمنہ پر اور عکرمہ بن ابوجہل کو میسرہ پر مقرر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس مردانِ کماندار لشکرِ اسلام کی پسِ پشت اُحد کی گھاٹی پر تعینات فرمائے۔ اور حکم دیا کہ تا اختتامِ جنگ یہاں سے نہ ہٹیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کو سواروں کا افسر مقرر کیا۔ اور مصعب بن عمیرؓ کو علمِ جنگ عطا ہوا۔ حضرت حمزہؓ لشکر سے آگے بڑھ کر دشمنوں کے مقابل ہوئے اور باہم حملہ شروع ہوگیا۔ عورتوں نے دف بجانے شروع کر دیے۔ اور ہندہ زوجۂ ابوسفیان ابیاتِ ذیل گانے لگی۔

نَحۡنُ بَنَاتُ الطَّارِقِ	ہم خاندانی بیٹیاں ہیں
نَمۡشِیۡ عَلَی النَّمَارِقِ	ہم غالیچوں پر چلتی ہیں
مَشۡیَ الۡقَطَا الۡبَوَارِقِ	نہایت خوش رفتار ہیں
اِنۡ تُقۡبِلُوۡا نُعَانِقِ	اگر تم آگے بڑھتے رہوگے تو ہم تم کو گلے لگائیں گی
اَنۡ تُدۡبِرُوۡا نُفَارِقِ	پیچھے ہٹو گے تو ہم تمہارے پاس نہ آئیں گی۔

غرض کفار جم گئے اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ حضرت حمزہؓ اور

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہما اسی انبوہ میں گُم ہو گئے تھے۔ مگر خُدائے قادر نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ اور مُشرکین بھاگ نکلے جن کمانداروں کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ وُہ اُس وقت یہ خیال کر کے کہ لڑائی میں اب کچُھ نہیں رہا۔ مالِ غنیمت کی طرف چل پڑے اور مورچہ چھوڑ دیا۔ اُن کے ہٹتے ہی خالد اپنے سپاہ کے ساتھ مُسلمانوں پر آپڑا۔ اُس وقت مُسلمان مُشرکین کے بیچ میں گِھر کر مغلُوب ہو گئے۔ مُشرکین پس و پیش سے پتّھر برسانے لگے۔ اور ایک کافر کے پتھر سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مُبارک شہید ہو گیا۔ اور ہونٹ اور رُخسار اور پیشانی مبارک پر ایسے شدید زخم آئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گِر پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپؐ کو بچاتے ہوئے برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ انصار میں سے پانچ شہید ہو گئے۔ ابُودجانہ رضی اللہ عنہ بھی اپنی آغوش آپؐ پر ڈالے ہوئے برابر پُشت پر تیر کھاتے رہے۔ اور مصعب ابن عمیرؓ نے اِسی کوشش میں اپنی جان نثار کر دی۔

Marfat.com

مصعب بن عمیرؓ کے قاتل نے اپنے خیال میں یہ سمجھ کر کہ اُس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا ہے۔ مُسلمانانِ قریش میں اِس خبر کو جا پھیلایا اور جنگ کی حالت اور ابتر ہو گئی ۔ مگر چند اصحاب جن میں حضرت ابُوبکرؓ و عُمرؓ و علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے ۔ مقابلے میں جمے رہے۔ اس اثنا میں انس بن مغیرہؓ نے چند مُہاجرین کو دیکھا کہ ہاتھ ڈھیلے کر دیے ہیں ۔ پُوچھا کیا ہو گیا ۔ کہنے لگے " پیغمبرِ خُدا شہید ہو گئے "۔ انس نے کہا " پھر جینے سے کیا فائدہ ۔ جس کام میں آپؐ نے جان دی اس میں تم بھی جان دے دو"۔ یہ سُن کر سب جوش میں آ گئے ۔ اور بہُت سے مُشرکین کو مار کر شہید ہو گئے ۔

ابُوسفیان نے پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی " لڑائی ڈول کی مانند ہے ۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں "۔ اور پہاڑی سے اُترتے ہُوئے پکارا کہ آیندہ سال بھی لڑائی کے لئے تیار رہو ۔ ہندہ اور اُس کے ساتھ کی عورتوں نے شُہداء کے ناک کاٹ لئے ۔ اور ہندہ نے حضرت حمزہؓ کا کہ انہیں شُہداء میں تھے کلیجہ نکال کر چبا ڈالا ۔

Marfat.com

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے دیکھنے کا حکم فرمایا۔ سعد انصاریؓ کو حالتِ نزع میں پایا" کہہ رہے تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر کے کہو۔ خداوند تعالیٰ آپ کے حق میں آپ کی اُمت کو بہترین خدمت کی توفیق عطا کرے۔ اور قوم سے کہو۔ جب تک تمھاری آنکھیں گردش کرنے والی ہیں۔ اگر پیغمبر خُدا کو کوئی آزار پہنچا تو خُدا کے سامنے کیا جواب دو گے" یہ کہہ کر جان بحق تسلیم کی۔

حضرت حمزہؓ کی لاش پر آنے سے اُن کی بہن صفیہؓ کو آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ کہیں فرطِ غم سے وُہ ہلاک نہ ہو جائیں لیکن اُنھوں نے عرض کی "میں اس لئے دیکھنا چاہتی ہوں کہ میں نے سُنا ہے کہ اُن کے ناک کان خُدا کی راہ میں کاٹے گئے ہیں۔ اور اس راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں" چنانچہ ان کی لاش پر آئیں اور نماز جنازہ ادا کی۔ غرض تمام شہداء دفن کئے گئے۔ اور جب پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس تشریف لائے تو اثناء راہ میں ایک عورت کو دیکھا جسے اُس کے باپ اور شوہر کے شہید ہو جانے کی خبر دی

Marfat.com

گئی تھی مگر وُہ کہتی تھی "پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سُناؤ" لوگوں نے کہا "آنحضرتؐ کا حال تیری آرزو کے مطابق ہے"۔

کہا "مَیں چاہتی ہُوں کہ ذرا دیکھ لوں"۔ پس چہرۂ مُبارک پر نظر کر کے خوش ہو گئی۔ اور کہنے لگی "بس آپ سلامت ہیں تو کچھ غم نہیں"۔

غزوۂ حمراء الاسد

اِسی سال غزوۂ حمراء الاسد واقع ہُوا۔ اور اس کی صُورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے کہ کُفّار پھر لوٹیں گے، مدینہ طیّبہ سے باہر تشریف لائے۔ اور مع اصحاب کرام مقام حمراء الاسد تک کہ مدینہ طیّبہ سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے، پُہنچے تاکہ مُشرکین مُسلمانوں کی شوکت دیکھیں اور مغلُوب نہ سمجھ لیں۔ ابُوسفیان مع جماعت مُشرکین کے مُسلمانوں کی بیخ کنی کے ارادے سے روحہ تک آپہنچا تھا کہ معبد الخزاعی مِل گئے۔ اُن سے دریافت کیا کہ اس طرف کیا ہو رہا ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اتنی بڑی جمعیّت کے ساتھ آ رہے ہیں کہ میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ ابوُسفیان یہ سُن کر ناچار مکّہ کو لوَٹ گیا۔

جنگِ رجیع

صفر ۴ھ ہجری میں جنگِ رجیع واقع ہُوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عضل اور قارہ (دو قبیلے) کا ایک گروہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے کسی کو بھیج دیجئے تاکہ ہمیں احکامِ شریعت سکھائے۔ آنجنابؐ نے چھ صحابہ کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ جب رجیع پر، کہ ایک مشہُور تالاب ہے۔ پُہنچے تو اس گروہ نے صحابہ سے بدسلوکی کی۔ اور اُن پر حملہ آور ہُوئے۔ ناچار اصحاب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقابل ہوئے۔ اور اُن میں سے تین شہید ہو گئے اور تین صاحبوں کو وُہ لوگ مقیّد کر کے مکّہ معظمہ لے گئے اور قریش کے ہاتھ فروخت کیا۔ اُنہیں قریش نے مکّہ میں قید کر دیا۔

Marfat.com

غزوۂ بئر معونہ

غزوۂ بئر معونہ بھی صفر ۴ھ ہجری میں ہُوا تھا۔ جب
ابُوبراء نے پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر
نجد میں چند اصحاب آپ روانہ فرمائیں، تو اُمید ہے کہ بہُت
سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ فرمایا۔ گروہِ مُشرکین میں
صحابہ کے پُہنچنے سے اُن کی جان کا اندیشہ کرتا ہوں۔ ابُوبراء
نے عرض کی کہ میں ضامن ہوں۔ پس حضورؐ نے منذر انصاریؓ
کو چالیس جلیلُ القدر صحابیوں کے ساتھ نجد کو روانہ فرمایا۔
اُن لوگوں نے بئر معونہ (مدینہ منورہ سے چار منزل پر ایک کنُواں ہے)
پر پُہنچ کر عامر بن طفیل کے پاس جو نجدیوں کا سردار تھا۔
ہدایت نامہ بھیجا۔ اُن لوگوں نے حامل نامہ کو شہید کر دیا
اور لڑائی کے لیے تیار ہو کر آ پہنچے، ناچار اصحاب رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مُقابلہ کرنا پڑا۔ اور سب شہید ہو گئے۔
صرف کعب بن زید رضی اللہ عنہ جو زخمی ہو کر شہداء میں چھُپے
پڑے رہے تھے پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی

Marfat.com

خدمت میں واپس آئے۔

غزوۂ بدر ثانیہ

شعبان سنہ مذکور ہی میں غزوۂ بدر ثانی ہُوا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابُوسفیان کے ارادے کے مُطابق میدان بدر میں آٹھ روز مع اصحاب کرام کے تشریف فرما رہے لیکن ابُوسفیان مقام مرالظہران تک آکر واپس چلا گیا۔

اسی سال زید بن ثابتؓ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خطِ یہُود سیکھنے کا حُکم فرمایا تھا۔ اور بقول بعض ولادت شریف حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما بھی اسی سال ہُوئی۔

غزوۂ خندق

۵ھ ہجری میں غزوہ خندق واقع ہُوا۔ وجہ اُس کی یہ ہُوئی کہ بنی نضیر کے یہُود باہم متفق ہو کر قریش مکّہ کے پاس آئے۔ اور اُنہیں مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ اور کہا کہ

Marfat.com

جب تک مُسلمانوں کو برباد نہ کردیں گے۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ قریش تیار ہوگئے۔ پھر قبیلہ غطفان کے پاس آئے۔ اور اُنہیں بھی بھڑکا کر اپنا ہم خیال بنا لیا۔ پس ابُوسفیان قریش کو اور قبیلہ غطفان کو لے کر مدینہ طیبّہ کو چل پڑے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر پہنچی۔ تو اُن کے دفعیّہ کی تدبیر کی۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے کے مُطابق مدینہ طیبّہ کے گرد ایک عمیق خندق کھودنے کا حُکم فرمایا۔ بارہ ہزار قریش وادی مدینہ میں آپہنچے۔ اور غطفان اور دیگر مُشرکین جبلِ اُحد کے متصّل ٹھیر گئے۔ یہوُد بنی قریظہ جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت کا عہد و پیمان کر چکے تھے۔ قریش نے اُنہیں بھی بہکا کر اپنا شریک کر لیا۔ غرض مُشرکین نے خندق کے گرد محاصرہ کر لیا۔ اور جانبین سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ بالآخر قریش کے چند سوار جن میں عمرو بن عبدُود اور عکرمہ بن ابُوجہل بھی تھے۔ انبوہ سے باہر نکلے۔ اور تھوڑی جگہ میں خندق پر جمع ہو کر گھوڑے کُدانے لگے۔ عمرو بن عبدود نے آگے بڑھ کر اپنا مبارز طلب کیا۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ اس سے مُقابل ہوئے۔ اور ایک ہی وار میں نیچے گرا دیا۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے مخالفین میں ایسی پھوٹ ڈالی کہ سب کے سب بھاگ نکلے۔ سردی کا زمانہ تھا۔ ایسی تیز ہوا چل پڑی کہ اُن کے تمام ڈیرے خیمے اُکھاڑ پھینکے۔ غرض قریش کو شکست فاش ہوئی۔ اہلِ غطفان کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو واپس چلے آئے۔

ذخیرہ ... لاہور پاکستان

غزوۂ بنی قریظہ

۵ھ ہجری ہی میں غزوۂ بنی قریظہ پیش آیا۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ بنو قریظہ یہود تھے۔ اور مسلمانوں سے نہایت کینہ رکھتے تھے۔ اور کینہ جوئی و عہد شکنی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع زمانہ ہجرت میں اُن سے دیگر مشرکین کی معاونت نہ کرنے کا عہد لے لیا تھا۔ لیکن جنگِ بدر میں یہ اِس عہد پر قائم نہ رہے۔ پس آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ قریش کو جیسا روزِ بدنصیب ہوا ہے اُس سے ڈرتے رہو اور اپنی ناشائستہ حرکات سے باز آؤ۔

Marfat.com

جواب دیا کہ "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے لوگوں سے جو کارِ جنگ سے ناواقف ہیں۔ دو چار ہو کر کیا شیخی دکھاتے ہو۔ ہم سے مُقابلہ کرو تو معلوم ہو" اور عہد نامہ کو آپ کے آگے پھینک دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ روز تک اُن کا محاصرہ کیا۔ بالآخر وُہ مغلوب ہوئے۔ عبداللہ بن اُبی نے آپ کی بہُت خُوشامد کی اور عرض کی کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ساتھ بھلائی کر" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں جلا وطنی کا حُکم فرمایا۔ چُنانچہ سب کے سب نکال دیے گئے۔ یہ واقعہ نصف شوّال ۲ھ ہجری میں ہو چکا تھا۔ ۳ھ ہجری میں کعب بن اشرف یہودی مکہ میں پُہنچا۔ کُشتگانِ بدر کو یاد دلایا۔ اور قریش کو جنگ پر آمادہ کیا۔ ابُو رافع یہودی بھی ساتھ ہو گیا۔ اور فتنہ از سرِ نو برپا ہُوا۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ادائے دیت کے بارے میں قبیلہ بنی نضیر میں تشریف لے گئے۔ تو یہ سب لوگ آپ کے شہید کرنے پر متفق ہو گئے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مشورے کی اطلاع ہو گئی۔ اور اُن پر بھی محاصرہ کر کے بالآخر جلا وطن کر دیا۔ بنو قریظہ نے غزوۂ خندق کے زمانے

Marfat.com

ہیں پھر عہد شکنی کی ۔ اور بے باکانہ مخالفین سے مل گئے ۔ اس غزوہ کے بعد اُن سب کو گرفتار کر لیا گیا ۔ بنی قریظہ کے حلفاء (جن کے ساتھ عہدِ رفاقت تھا ۔) بنو اوس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ موالی خزرج کے ساتھ جیسا مُعاملہ کیا گیا ہے ۔ بنو قریظہ چُونکہ ہمارے موالی ہیں ۔ اُن کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمایا جائے ۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اچھا ہم نے اُن کے بارے میں سعدؓ کو حکم قرار دیا تمہیں منظور ہے ؟ اُنہوں نے اُن کا فیصلہ منظور کر لیا ۔ پس سعدؓ کے بُلانے کا حکم دیا گیا ۔ بنی اوس انہیں ایک دراز گوش پر سوار کر کے لائے ۔ سعد رضی اللہ عنہ نے آکر اُن کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ آدمیوں کو قتل کر دیا جائے ۔ اور مال تقسیم کر لیں ۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آکر سب کی گردنیں اُڑا دیں ۔

جنگ بنی مصطلق

۶ھ ہجری میں جنگ بنی مصطلق ہُوئی ۔ جب یہود

Marfat.com

بنی مصطلق مُسلمانوں کے مقابلے کے لیئے جمع ہو گئے۔اور حرث کو اپنا سپہ سالار بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسی قبیلہ کے تالاب پر دوچار ہوئے۔مُشرکین دیر تک مقابلے میں جمے رہے۔ لیکن بالآخر بھاگ نکلے ۔

عُمرہ وصُلح حُدیبیہ

اِسی سال ذُوالقعدہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے عُمرہ کا قصد فرمایا۔اور بغیر ارادۂ جنگ کے ایک جماعت انصار ومہاجرین کو جن کی تعداد ایک ہزار چارسو کے قریب تھی، ہمراہ لے کر مدینہ طیبّہ سے روانہ ہوئے۔ اور ہدی کو آگے بھیج دیا تاکہ آپؐ کے تشریف لے جانے سے پہلے ہی مُشرکین کو معلوم ہو جائے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیارتِ کعبہ مکرّمہ کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم عقاق میں پُہنچے تھے۔ بشر بن سفیان سے، جو مکّہ معظمہ سے

Marfat.com

آرہے تھے ، معلوم ہُوا کہ تمام قریش آپؐ کی خبر سُن کر ذی طویٰ میں فراہم ہو گئے ہیں۔ اور قسم کھائی ہے کہ آپؐ کو مکّہ میں نہ جانے دیں گے۔ چُنانچہ اس کے بعد عروۃ الثقفی جو اہل طائف کا سردار تھا قریش کا فرستادہ بھی آ پُہنچا اور کہا قریش نے پلنگینہ (چیتے کی کھال جیسا منقش لباس) پہنا ہے۔ اور قسم کھائی ہے کہ حضوُر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکّہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اثناءِ گفتگو میں عروہ عادۃً ریش مبارک تک ہاتھ دراز کرتا تھا۔ مغیرہؓ بن شعبہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے۔ اس کے ہاتھ کو روک لیتے تھے اور کہتے تھے کہ رُوئے پیغمبرؐ سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ نے کہا تو عجب کج خلق آدمی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس پر تبسّم فرمایا عروہ نے اس موقع پر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے، تو آپؐ کے اصحاب وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دیتے تھے۔ اور اعضائے مُبارک کا غسالہ تبرکاً لینے کے لئے دوڑ پڑتے تھے۔ اور اگر کوئی مُوئے مُبارک گرے تو فوراً اُٹھا لیتے تھے۔ عروہ قریش کے پاس واپس آیا۔

Marfat.com

اور کہنے لگا ''میں کسریٰ اور قیصر کے درباروں میں گیا ہوں لیکن خدا کی قسم کسی بادشاہ کو میں نے اُس کی قوم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا محترم نہیں پایا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب سے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو ابُو سفیان اور دیگر سردارانِ قریش کے پاس بھیجا کہ ہم تم سے لڑنے کو نہیں آئے ہیں۔ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مُقیّد کر لیا۔ پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی بابت کسی نے یہ خبر دی کہ شہید کر دیے گئے۔ فرمایا۔ جب تک قریش سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا۔ یہاں سے نہ ہلوں گا۔ اور تمام اصحاب کو ایک درخت کے نیچے بُلا کر جانبازی پر بیعت کر لی۔ اور یہی بیعتُ الرّضوان کے نام سے مشہور ہے۔ پھر قریش نے سہیل سے کہا۔ وُہ اس شرط پر صلح کر لے کہ آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سال لوٹ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے منظور فرمایا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُلا کر فرمایا۔ لکھّو! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سہیل نے کہا میں اِسے نہیں جانتا۔

Marfat.com

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو اور یُونہی لکھا گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اِس شرط پر سہیل سے صلح کی" سہیل نے کہا۔ "ہم تم کو رسُولِ خُدا مانتے تو کیوں لڑتے؟ اپنا نام اور اپنے باپ کا نام لکھو، آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا" لفظ رسُول اللہ محو کر دو"۔ غرض شرائط زیل پر صُلح کی گئی۔ جو صُلحِ حدیبیہ (ایک مقام) کے نام سے مشہُور ہے۔ جس کی شرائط یہ ہیں :-

۱۔ دس سال تک نہ لڑیں گے۔

۲۔ مُشرکین میں سے اگر کوئی مُسلمانوں کے پاس چلا آئے۔ تو مُسلمان اُسے واپس کر دیں۔

۳۔ جس کا دل چاہے۔ محمدؐ سے معاہدہ کرے۔ اور جس کا دل چاہے۔ قریش کا ساتھ دے۔ مزاحمت نہ ہوگی۔

۴۔ مُسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔ اور دُوسرے سال صرف مُسافرانہ ہتھیار باندھ کر تلواریں میان میں رکھے ہُوئے آئیں۔ اور تین روز تک مکّہ مکرمہ میں رہیں اُن ایام میں قریش مکّہ سے باہر رہیں گے۔

یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ ابُوجندل پسرِ سہیل پا بہ زنجیر خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے۔ سہیل نے کہا۔ اے محمدؐ! ابُوجندل کے

Marfat.com

پہنچنے سے پہلے میری اور آپ کی شرط ہو چکی ہے۔ لہذا اسے میرے حوالے کر دینا چاہیئے"۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا۔ ابُوجندل فریاد کرنے لگے مسلمانو! مشرکین کے آزار سہنے کے لیے اُن کے حوالے کیے دیتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا "ابُوجندل ذرا صبر کرو میں ان سے یہ عہد کر چُکا ہوں۔ عہد شکنی نہیں کر سکتا"۔ تمام مُسلمان ان کے واپس کر دینے سے افسوس کے ساتھ پیچ و تاب میں رہے لیکن اس میں جو مصلحت تھی، پھر سب کو معلُوم ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منوّرہ میں واپس تشریف لے آئے، تو عتبہ بن اُمیّہ جو مسلمان ہو گئے تھے اور مکّہ میں انہیں قید کر رکھا تھا، بھاگ کر مدینہ پُہنچے۔ آپؐ نے انہیں بھی لوٹا دیا۔ اور فرمایا "ہمارے مذہب میں عہد شکنی جائز نہیں"۔

اسی سال کسرٰے ایران و قیصر روم و نجاشی و مقوقس شاہِ مصر وغیرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہدایت نامے روانہ فرمائے۔ مقوقس نے نامہ عالی کو قبول کیا۔ اور بہت سے تحفے بھیجے۔ نجاشی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرّف باسلام ہوُا۔ قیصر نے اِسلام قبول کرنا چاہا۔ لیکن

Marfat.com

اپنی قوم کے بگڑ جانے سے ڈر گیا۔ کسریٰ نے نامہ گرامی دیکھ کر پھاڑ ڈالا۔ اور جھنجھلا کر بولا "یہ میرا غلامؑ ایسا لکھتا ہے"۔ منذر والئے بحرین اپنے ملک کے تمام عربوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ اور وہاں ترساؤں اور گبروں نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔

غزوۂ خیبر

سنہ ہجری میں غزوہ خیبر اس طور پر واقع ہُوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے صلح حدیبیہ سے واپس ہو کر مدینہ منورہ میں ذی الحجہ اور چند روز محرّم میں قیام فرمایا۔ مگر خیبر کے یہودیوں کی طرف سے خاطر مطمئن نہ تھی۔ اس لیے کہ وُہ بڑے زور کا گروہ تھا۔ اور ہر وقت مسلمانوں کی گھات میں لگا رہتا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) مردان کاری اور دو (۲۰۰) سو سواروں کے ساتھ خیبر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے تمام قلعوں کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ سب

ؑ خاکش بدہن۔

Marfat.com

سے پہلے قلعۂ ناعم کو۔ اور پھر اسی طرح قلعہ قموص و مصعب وطلیح و سالم پر قبضہ کر لیا۔

پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَم جہاد پہلے حضرت ابُوبکر صدیقؓ کے حوالے فرمایا۔ اور وُہ لڑ کر واپس آئے۔ دُوسری بار حضرت عمرؓ کے سپُرد ہُوا۔ وُہ بھی نہایت بہادری کے ساتھ لڑ کر واپس ہُوئے۔ اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ اب عَلَم اُس شخص کو دُوں گا جو قلعہ پر بزور قبضہ کر لے۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عَلَم عطا فرمایا اور قلعۂ کشائی خیبر کا سہرا آپ ہی کے سَر بندھا۔ چُنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تیار ہُوئے۔ اور حُلّہ سرخ پہن کر خیبر پر پُہنچے۔ مرحب کہ سردارِ قلعہ تھا خود یمانی سر پر رکھے ہُوئے باہر نکلا۔ اور پڑھنے لگا ؎

قد علمت خیبر انی مرحب	خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔
شاکی السلاح بطل مجرب	پورا ہتھیار بند ہوں اور بہادر کار آزمودہ ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ڈانٹ کر جواب دیا:۔

انا الذی سمتنی امی حیدر	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا
کلیث غابات کریہ المنظر	جنگلوں کے شیروں کی طرح ہولناک صورت رکھتا ہوں

Marfat.com

اکیلھم بالسیف کیل السندر   تلوار کے ساتھ پُورا پُورا بدلہ دُوں گا۔

اس کے بعد جانبین پر وار ہونے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ غالب آئے۔ اور آپ کی تلوار اُس کی ڈھال اور خود کاٹ کر سر میں جا گھُسی۔ مرحب زمین پر گر گیا۔ یہ فتح صفر میں ہُوئی۔ پھر خیبر والوں نے اس بات پر صلح چاہی کہ کُل پیداوار کا نصف آپ کی خدمت میں بھیج دیا کریں گے۔ اور جب آپ چاہیں۔ ہمیں خیبر سے نکال دیں۔ جناب سرورِ کائنات علیہ التحیتہ والصلوات نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ اور وُہ لوگ اِسی صُورت میں رہا کیے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اُنھیں وہاں سے نکال دیا۔

اسلام خالد رضی اللہ عنہ و واقعہ موتہ وغیرہ

۸ھ ہجری میں خالد بن ولید و عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مُشرّف بہ اسلام ہُوئے اور اسی سال واقعہ موتہ اِس طرح پیش آیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فرمانروائے بصرہ کو ہدایت نامہ ارسال فرمایا۔ اثنائے راہ

Marfat.com

میں شرجیل نے مقام موتہ پر اُنھیں شہید کر دیا۔ پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی اور آپؐ نے تین ہزار اصحاب کو بہ سپہ سالاری زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مرتّب کر کے ارشاد فرمایا کہ "اگر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو اُن کے بعد جعفر بن ابی طالب علم جہاد سنبھالیں۔ اور اگر وُہ بھی شہادت پا جائیں، تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ علم داری کریں۔

جب یہ لشکر معان میں آیا تو معلُوم ہُوا کہ شاہ ہرقل ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عرب کی فوج جرّار لیئے بلقان میں پڑا ہے۔ لشکر اسلام نے دو رات معان میں قیام کیا اور سوچتے رہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مُبارک میں عریضہ ارسال کریں۔ اور ارشاد عالی کے منتظر رہیں۔ اس پر عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بولے، کہ دل قوّی رکھو اور مُستعد ہو جاؤ۔ جس چیز سے ڈرتے ہو۔ خُدا کی قسم وُہی چیز تو ہے، جس کی طلب میں گھر سے نکلے ہو۔ اور کیا ہم اپنے لشکر اور زور کے بھروسے پر دُشمنوں سے لڑتے ہیں؟ ہماری جماعت اور طاقت ہمارا دین مُبارک ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مرتبے پر پُہنچایا ہے۔" یہ بات سُن کر سب مُطمئن ہو گئے اور آگے بڑھ چلے

Marfat.com

شاہ ہرقل کا لشکر شارف میں تھا (صوبہ بلقان میں ایک موضع ہے) مگر مُسلمانوں نے مقام موتہ کو پسند کیا۔ وہاں پُہنچ کر دونوں لشکر مُقابل ہوئے۔ اور بڑے زور کی لڑائی ہوئی۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ برچھیاں کھاتے کھاتے شہید ہو گئے تو جعفر بن ابی طالب نے عَلَم کو لے لیا۔ اور رجز سُنا سُنا کر لڑتے رہے۔ جب لڑائی گھمسان کی ہونے لگی تو اپنے اسپ سُرخ سے اُتر پڑے۔ اور پیادہ تلوار سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ درجۂ شہادت پایا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے عَلَم لے لیا۔ اور پیادہ پا لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ یہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عَلَم اُٹھا کر کہا کہ "اے گروہِ مُسلمین! تُم میں سے کون اسے قبول کرتا ہے"۔ لوگوں نے کہا "ہم تمہارے لیے اسے زیبا سمجھتے ہیں"۔ جواب دیا کہ "مَیں اس لائق نہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منظور کرو۔ پس حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عَلَم کو لے لیا اور بہادرانہ حملے کر کے دادِ شجاعت دی۔ یہاں تک کہ دشمن مقابلے سے عاجز آ گئے اور بھاگ نکلے۔ تب لشکرِ اسلام مدینہ کو واپس آیا۔

فتح مکّہ: اس سال صلح حدیبیہ قائم نہ رہی اور شہر مکہ کو مُسلمانوں

Marfat.com

نے فتح کر لیا۔ سبب اس کا یہ ہُوا کہ بنی بکر نے جن کا مُعاہدہ قریش سے ہو چکا تھا، قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور یہ قبیلہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ تھا۔ غرض قریش شرائطِ صُلح حدیبیہ پر قائم نہ رہے۔ اور صلح حدیبیہ ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد ابُوسفیان مدینہ طیبہ میں آیا۔ اور اپنی بیٹی اُمِّ حبیبہ زوجۂ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر مہمان ہُوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پھر مُعاہدہ صلح کو تازہ کرے۔ اور حاضر خدمتِ اقدس ہو کر اس بارے میں گزارش کی۔ لیکن آنجنابؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اصحاب کبار کی خدمت میں جا کر گفتگو کی۔ اُن سے بھی کچھ جواب نہ ملا۔ ناچار مکہ کو لوٹ گیا۔ اور ساری گفتگو قریش کو سنائی۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان جنگ تیار فرمایا، اور تمام مہاجرین و انصار اور عرب کے بہُت سے گروہوں کو ساتھ لے کر مدینہ پاک سے باہر تشریف لائے۔ جب لشکر اسلام مکہ معظمہ کے قریب پہنچا تو حضرت عباس پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی پر سوار ہو کر آگے بڑھے جا رہے تھے کہ ابُوسفیان اور حکیم بن حزام کی آواز سُنی۔ جو اس جستجو میں نکلے تھے۔ آپ نے ابُوسفیان کو آواز دی ”کہ ابا حنظلہ“ اُس نے جواب دیا ”لبیک“

Marfat.com

تجھ پر میرے ماں باپ فِدا ہُوں ! اس طرف کا حال تُو سناؤ" عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ" آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار اصحاب ہمراہ لے کر آپُہنچے ہیں"۔ کہنے لگا۔میرے لیے کیا فرماتے ہو"؟ آپ نے جواب دیا کہ"میرے ساتھ آتا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری امان کی درخواست کروں" اور اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر خدمت اقدس میں لائے، اور سفارش کی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"۔ اے ابُوسفیان ! شاید ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یہ جان لے، خُداوند تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا خُدا نہیں"؟ عرض کی" ہاں رسُول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں نے جان لیا اگر خُدا کے ساتھ کوئی دُوسرا شریک ہوتا، تو ہماری ضرور مدد کرتا"۔ پھر آپ نے فرمایا"۔ اور یہ نہیں جانا کہ میں پیغمبرِ خُدا ہوں۔عرض کی" اس بارے میں ابھی دل کو اطمینان نہیں"۔ پھر تصدیق کی۔ اور شرفِ اسلام حاصل کیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ مشرکین میں جو کوئی ابُوسفیان کے گھر میں آجائے یا خانہ کعبہ میں داخل ہو، یا اپنا دروازہ بند کرلے، اُسے امان دی جائے گی۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا"۔ کہ ابُوسفیان کو

Marfat.com

پہاڑ کے ایسے موقع پر لے جاؤ کہ سامنے سے گزرتے ہُوئے لشکر اسلام کی عظمت و شوکت اس کی نظر سے گزرے ۔ عباسؓ انہیں پہاڑ پر لے گئے ۔ اور لشکر اسلام گزرنا شرُوع ہُوا ۔ بنی غفار کے چار ۴۰۰ سو مرد مزینہ کے تقریباً ایک ہزار اور زین ۔ بنی سلیم کے سات ۷۰۰ سو ۔ جہینہ کے چودہ ۱۴۰۰ سو ۔ اور اسی طرح بنو تمیم اور بنو قیس و بنوُ اسد وغیرہ کے گروہ عَلَم اٹھائے ہوئے تکبیر اور تہلیل کے نعرے بلند کرتے ہوئے گزُر رہے تھے ۔ کہ پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیلگوں لشکر کے درمیان میں جو مہاجرین اور انصار کے بہادروں کا گروہ تھا ۔ اور تمام لوہے میں غرق تھے ۔ نگاہ سے گزُرے ۔ ابُوسفیان نے حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُوچھا ۔ یہ کون لوگ ہیں ۔ فرمایا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع مہاجرین اور انصار کے تشریف لیئے جا رہے ہیں ۔ ابُوسفیان نے کہا ۔ تیرے بھتیجے کو بڑی بادشاہی مِل گئی ۔ آپ نے فرمایا ۔ یہ کیا کہتے ہو ۔ بادشاہی نہیں ۔ یہ شوکتِ پیغمبری ہے ۔ پھر ابُوسفیان حکیم بن حزام کے ساتھ مکّہ میں داخل ہُوئے ۔ اور خانہ کعبہ میں آکر بلند آواز سے ندا دی ۔" اے

Marfat.com

گروہِ قریش! (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر ایسا لشکر لا رہے ہیں جس سے کوئی تدبیر تمہیں نہیں بچا سکتی" قریش نے کہا۔ "پھر کیا کریں"؟ ابُوسفیان نے کہا" جو کوئی میرے گھر آ جائے یا جو خانہ کعبہ میں داخل ہو۔ یا جو اپنا دروازہ بند کرلے۔ پناہ پا سکتا ہے" پھر دوبارہ ندا دی "اے جماعت قریش! اسلام قبول کرو۔ اور نجات پاؤ" یہ سُن کر اُن کی بیوی ہندہ نے آ کر ڈاڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگی "اے اولادِ غالب! اس بُوڑھے کی گردن مار دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر و سعد رضی اللہ عنہما کو خانہ کعبہ میں جانے کا حکم دیا۔ سعدؓ یہ کہتے ہُوئے چلے کہ آج خانہ کعبہ حرم نہ رہے گا۔ مہاجرین میں سے ایک شخص نے یہ بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو فرمایا۔ سعدؓ سے عَلَم لے لو۔ اور بجائے اُن کے تُم جاؤ۔ اور خالدؓ بن ولید کو فرمایا کہ نشیبِ مکّہ کی جانب سے داخل ہُوں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طُویٰ میں پُہنچ کر رک گئے۔ اور اس فتح پر سجدۂ شُکر ادا کر کے نشیبِ اذاعی سے گزُر فرماتے ہُوئے آگے تشریف لائے۔ اور اس مقام پر

Marfat.com

خیمہ مُبارک نصب کیا گیا۔ مُقامِ خندمہ میں عکرمہ بن ابُوجہل وغیرہ بنوبکر و بنو حرث کے اُوباشوں کو ساتھ لے کر آ پُہنچے تھے۔ اُنہوں نے خالدؓ اور اُن کے ہمراہیوں پر پتھّر پھینکنے شروع کیے۔ اور آگے بڑھنے سے روکا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مع اپنے گروہ کے تلوار کھینچ کر اُن میں جا گھُسے۔ اور مُشرکین کو مار کر بھگا دیا۔ تین مسلمان بھی اس موقع پر شہید ہو گئے۔ جب مُسلمان مکّہ معظمہ میں داخل ہونے لگے، تو مُشرکین کی عورتیں راستہ گھیر کر کھڑی ہو گئیں اور اپنے بال بکھیر کر مُسلمانوں کے گھوڑوں کے مُنہ پر چادریں مارتی تھیں۔ پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر تبسّم فرمایا۔ غرض جناب رسول اللہ علیہ وسلم دروازہ کعبہ پر جا کھڑے ہوئے اس وقت سیاہ عمامہ آپ کے زیبِ سر تھا۔ اور فرمایا "اے معشرِ قریش! تُم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ بولے "کہ آپ اخِ کریم اور ابن اخِ کریم ہیں ہمیں اُمید ہے کہ بھلائی ہی کریں گے"۔ آپؐ نے فرمایا "جاؤ۔ ہم نے تُم سب کو آزاد کیا"۔ سات بار خانہ کعبہ کا طواف کر کے اندرُونِ کعبہ تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ پھر خانہ کعبہ کے

Marfat.com

تین سو ساٹھ ۳۶۰ بتوں کو باہر پھینکنے کا حکم فرمایا جو پیغمبروں اور بزرگوں کے نام پر اہلِ مکّہ نے بنا رکھے تھے۔ ہر ایک کی طرف آپؐ اشارہ کرتے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے:-

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ حق ظاہر ہو گیا اور باطل مٹ گیا

اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ؕ بیشک باطل مٹ جانے ہی والا تھا

پھر کوہ صفا پر بیعت لینے کے لئے جلوس فرمایا۔ اور عمرؓ ابن الخطابؓ بھی خدمت اقدس میں آپ کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے بیعت اس بات پر لی گئی کہ خدا کا اور اس کے رسُول کا حکم سُنیں اور مانیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہو چکے، تو عورتوں سے یہ عہد لیا کہ کسی کو خُدا کا شریک نہ کرو۔ اُن میں ہندہ زوجۂ ابُوسفیان بھی تھی۔ بولی ہم سے وہ عہد لیا جاتا ہے جو مردوں سے نہیں لیا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بدکاری نہ کرو۔ بولی۔ بیبیاں ایسا کر سکتی ہیں پھر فرمایا اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو۔ بولی۔ ہم نے پال کر بڑے کئے۔ مگر جنگِ بدر میں مارے گئے۔ پھر فرمایا کسی پر تہمت نہ لگاؤ۔ بولی۔ بیشک یہ بُری عادت ہے۔ آپ ہمیں اچھی عادتیں اور اچھے کام سکھاتے ہیں۔ پھر فرمایا۔

Marfat.com

ہماری فرماں برداری سے گردن نہ پھیرو۔ بولی۔ اگر نافرمانی کرنی چاہتے تو یہاں حاضر نہ ہوتے۔ اس کے بعد حسبِ ارشاد آنحضرتؐ حضرت عمرؓ نے تمام عورتوں سے بیعت لی۔ اور توبہ کرائی۔ نماز ظہر کا وقت آیا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ بامِ کعبہ پر چڑھ کر اذان پکاریں۔ قریش اس وقت پہاڑ پر موجود تھے بعض اسلام قبول کر چکے تھے۔ اور بعض پناہ چاہتے تھے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

(صلی اللہ علیہ وسلم) کہا تو مشرکین کے دل میں تیر لگ گیا۔ اور بُرا کہنے لگے۔ چند روز کے بعد یہ پکے مسلمان ہو گئے۔

غزوۂ حُنین

قبیلۂ ہوازن کو جب یہ معلوم ہُوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کو فتح کر لیا۔ آپس میں کہنے لگے۔ تعجب نہیں کہ

Marfat.com

اب مسلمان ہم پر چڑھائی کریں۔ مالک بن عوف کو اپنا سردار کیا۔ اور بنی ثقیف بھی بسالاری قارب بن الاسود اُن کے معاون ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو دو ہزار تازہ مسلمان اور دس ہزار اصحاب کبار کے ساتھ حُنین کو روانہ ہوئے (حُنین مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے)، مُسلمان اپنی جمعیّت کو دیکھ کر کہنے لگے "ہوازن ہمارے مُقابلے میں کیا چیز ہیں؟" چونکہ اس وادی کے قریب گھاٹیاں اور بہُت غار تھے۔ مُشرکین پہلے آکر ان میں چھُپ بیٹھے۔ جب مُسلمان صبح کے وقت کہ تاریکی ابھی موجود تھی اس وادی میں اُترے۔ مخالفین نے یک دم نکل کر حملہ کیا اور مسلمانوں کو ایسی شکست ہوئی کہ کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ تھا۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ	اور حُنین کے دن جب تم نے اپنی کثرت
كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ	پر غرّہ کیا تو وہ (کثرت) تمہارے کچھ بھی
شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ	کام نہ آئی۔ اور باوجود اتنی وُسعت
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ	کے تم پر زمین تنگ ہو گئی ؛

Marfat.com

پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم جانبِ راست کو تشریف لے گئے۔ اور مُہاجرین و انصار کی ایک جماعت جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابُوبکرؓ و عباسؓ بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ آپ پُکار پُکار کر فرما رہے تھے۔ لوگو اِس طرف آؤ۔ رسُول اللہ محمدؐ بن عبداللہ مَیں ہوں۔ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ حضورؐ کے اُونٹ کی مہار تھامے ہُوئے تھے بلند آواز سے پکارنے لگے۔ "یا معشر الانصار یا اصحابَ السمرہ"! (بیعت رضوان میں شریک ہونے والے) پس اس طرف سے "لبیک لبیک" کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ اور ایسے مضطرب ہو کر دوڑے کہ اگر کسی کا اُونٹ جلدی نہ لوٹتا تو اپنے ہتھیار لے کر اُتر پڑتا اور حاضرِ خدمت ہو جاتا۔ یہاں تک کہ سو اصحاب جمع ہو گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب — میں سچا نبی ہوں۔

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب — میں عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں۔

اور ایک مُٹھی خاک کی اُن کی طرف پھینکی۔ اس ایک مُشتِ خاک نے مُشرکین پر وہ اثر ڈالا کہ تابِ مُقابلہ نہ رہی۔ اور

Marfat.com

سب بھاگ پڑے، اور شکست فاش کھائی۔ چنانچہ قرآن پاک میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (یعنی وُہ مُشتِ خاک جو تم نے پھینکی وہ حقیقۃً ہماری طرف سے تھی)۔

اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی لاش پڑی ہوئی دیکھی۔ فرمایا "اسے کس نے مار ڈالا" لوگوں نے عرض کی "خالدؓ بن ولید نے"۔ آپ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ خالدؓ سے ملو اور کہہ دو رسولؐ اللہ نے عورتوں۔ بچّوں اور مزدوروں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ اِس غزوہ میں مالِ غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا اور بہت سے مشرکین گرفتار کئے گئے۔ شیما بنت حارث جو آپؐ کی رضاعی بہن تھیں، اُنہیں اسیروں میں پیش کی گئیں۔ آنحضرتؐ نے پہچان لینے کے بعد اُن کے لئے اپنی چادر مُبارک زمین پر بچھا دی اور اُن کی درخواست کے مُطابق چھوڑ دیا۔ اور کچھ دے کر اُنہیں رخصت کر دیا۔ پھر ہوازن کے لوگ حاضر ہُوئے اور عرض کی اے رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)، جو کچھ ہم پر گزُرا۔ آپؐ پر ظاہر ہے۔ اب ہم پر رحم فرمائیے

Marfat.com

اس کے بعد بنی سعد، کہ آپؐ سے رشتہ رضاعت رکھتے تھے حاضر ہوئے۔ اور اُن میں سے زبیر نے عرض کی۔ اِن اسیروں میں آپ کی پھوپھیاں رضاعی ہیں۔ جنہوں نے آپؐ کو گود میں کھلایا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہ فرمایا۔ جب ہم مسجد میں نماز کے لئے جمع ہوں۔ اس وقت تم یوں کہنا۔ ہم اپنی عورتوں اور بچّوں کی رہائی کے لئے رسولِ خُدا کے پاس تمام مُسلمانوں کو اور مسلمانوں کے پاس رسُولِ خُدا کو شفیع بنا کر لائے ہیں۔ چُنانچہ نماز کے وقت ایسا ہی ہُوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہم نے اپنے بنی مُطّلب کے حصّے کے جس قدر اسیر ہیں۔ سب رہا کئے۔ مہاجرین اور انصار نے بھی یہ سُن کر اپنا حصہ آپؐ کے سپُرد کر دیا۔ غرض تمام اسیروں نے جو کہ چھ ہزار آدمی تھے، رہائی پائی، پھر آپؐ نے مالِ غنیمت قریش اور دیگر قبائلِ عرب میں تقسیم فرمایا۔ اور انصار کو اس میں سے کچُھ نہ دیا۔ اس وجہ سے انصار کو نہایت ملال ہُوا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک شخص نے یہ بھی کہا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اپنے رشتہ داروں میں پُہنچ گئے۔ آپؐ نے سعد سے فرمایا۔

Marfat.com

اپنی قوم کو ہمارے پاس لاؤ۔ پھر اُن سب سے یُوں ارشاد فرمایا۔ تم لوگوں نے جو کُچھ کہا۔ مجھے معلُوم ہو گیا۔ مگر کیا خداوند تعالیٰ نے میرے وسیلے سے تمہیں گمراہی سے ہدایت پر۔ مُفلسی سے دولت پر اور دُشمنی سے محبّت کے مرتبے پر نہیں پہنچا دیا؟ سب نے عرض کی۔" ہاں یا رسُول اللہ۔ بخُدا! آپؐ سچ فرماتے ہیں۔" پھر فرمایا اس کا جواب تم یہ دے سکتے ہو۔ اور وُہ بیجا نہیں کہ آپ کی تمام قوم نے آپ کو جھُوٹا بتایا۔ الگ کر دیا۔ اور نکال دیا۔ اور ہم نے آپؐ کو سچّا جانا، اور مدد کی۔ اور دُشمنوں سے پناہ دی۔ اور یہ کہ آپ بے سرو سامان ہمارے یہاں آئے ہم نے آپ کی آسایش کے سامان مہیّا کیئے۔" پھر فرمایا" یا معشرالانصار صرف اس بات سے کہ دُنیا کے ہیچ اور ناپائیدار مال سے مَیں نے ایک قوم کی تالیفِ قلوُب کی۔ تُم مجُھ سے ناخُوش ہو گئے۔ تمُہارے لئے کیا کم خوشی کی بات تھی کہ لوگ بکریاں اور اُونٹ اپنے اپنے گھروں کو لے جائیں اور تُم رسولؐ اللہ کو اپنے گھر لے آؤ۔ خُدا کی قسم! اگر تمام دُنیا ایک راستے پر چلے۔ اور انصار دُوسری راہ پر ہوں۔ تو مَیں

Marfat.com

انصار کی ہمراہی کو پسند کرتا ہوں ۔ جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تو بے خود ہو گئے ، اور اس قدر روئے کہ ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور عرض کی ۔ اِس تقسیم پر ہم نے پیغمبرِ خُدا کو پایا ۔ ہم تہٗ دل سے خُوش ہیں ۔

غزوۂ تبوک

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ہرقل شاہِ روم عرب کے نصاریٰ کے گروہ کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھائی کرنے والا ہے ۔ آپؐ نے بھی تیاری کا قصد فرمایا ۔ یہ زمانہ شدتِ گرمی کا تھا ۔ اور قحط سالی کے سبب سے لوگ تنگ حال ہو رہے تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جو کوئی جس قدر دے سکے ۔ راہِ خُدا میں حاضر کرے ۔ پس حضرت اَبُوبکرؓ نے جو کچھ اپنا مال و اسباب رکھتے تھے ۔ سب خدمت مبارک میں لا کر موجُود کر دیا ۔ حضرتِ عثمانؓ نے تین سو اونٹ اور ہزار دینار پیش کئے ۔ اور اِسی طرح دیگر اصحاب نے جو کچھ میسر تھا ۔ حاضر خدمت کیا ۔ غرض سامانِ جنگ کی تیاری

Marfat.com

کے بعد حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام تبوک میں تشریف لے گئے۔ یوحنا والئے ایلہ نے حاضر ہو کر جزیہ دینا منظور کیا۔ اور اہل جربا نے بھی ایسا ہی کیا۔ اہل اذرح نے سو دینار سالانہ پر صلح کرلی۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں کے انتظار میں دس روز تک مقام تبوک میں مردانہ وار قیام فرما کر ناچار مدینہ طیبہ کو واپس ہوئے۔

سنہ ہجری میں ہر طرف سے وفودِ عرب آنے لگے۔ اور جوق در جوق لوگ مسلمان ہونے کے لئے چل پڑے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ	یعنی جب اللہ کی طرف سے مدد اور فتح ہو
وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ	گئی اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین
فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ؕ	میں گروہ کے گروہ داخل ہوتے ہیں۔

چنانچہ وفد بنی اسد و بنی تمیم و بنی فرازہ وغیرہم حاضر ہوئے، اور شاہان حمیر نے اقرارِ اسلام کے عریضے بھیجے۔ اسی سال حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور کا نامہ ہدایت شمامہ لے کر یمن کو روانہ ہوئے۔ جب اہل ہمدان نے نامہ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ سب کے سب ایک ہی روز مشرف باسلام ہوئے۔ اور

Marfat.com

پھر یمن کے تمام لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیسویں ذی قعدہ کو بقصد حج بیت اللہ تشریف فرما کر حج ادا فرمایا بہت بڑا خطبہ پڑھا اور قربانی کی۔

وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ طیّبہ میں تشریف لے آئے۔ ۱۱ھ ہجری کے آخر صفر میں سخت بیمار ہو گئے۔ اور بیماری دمبدم بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت علیؓ و فضلؓ بن عباسؓ کے سہارے سے مسجد تک قدم رنجہ فرمایا۔ اور منبر پر رونق افروز ہوئے۔ خُدا کی حمد و ستائش کے بعد لوگوں کو مخاطب کیا۔ اور فرمایا "اے لوگو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو، تو یہ میری پیٹھ موجُود ہے۔ یا کسی کو گالی دی ہو، تو میں اُس کا بدلہ سُننے کے لئے راضی ہوں یا کسی کا کچُھ مال میرے ذمّے ہو، تو وہ بے خوف ہو کر مجُھ سے لے لے۔ میں ہرگز بُرا نہ مانوں گا" اس وقت

Marfat.com

ایک شخص نے اپنے تین درہم کی درخواست کی ۔ فوراً دے دیئے گئے ۔ اس کے بعد حضورؐ نے اصحابِ اُحد کے لئے دُعائے مغفرت کی ۔ اور انصار کے حق میں مسلمانوں کو بھلائی کرنے کی وصیّت فرمائی ۔ ارشاد عالی ہُوا کہ یہُود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو ۔ اور وفود کے ساتھ ہماری طرح اچھا برتاؤ کریں ۔ شدّتِ علالت کے زمانے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی امامت کے لئے عرض کی ۔ فرمایا ۔ ابُوبکرؓ سے کہو ، امامت کریں ۔" چنانچہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ نے تیرہ ۱۳ نمازیں ، اور بروایت بعض تین روز تک نماز پڑھائی جس روز وفات پائی ۔ اُس کی صبح کو بوقتِ قیامِ نماز حضورؐ مسجد میں تشریف فرما ہُوئے ۔ لوگ آپؐ کے دیدارِ پُر انوار سے نماز میں بے اختیار ہو گئے ۔ آپؐ نے اُن کی حالت دیکھ کر تبسم فرمایا ۔ دمِ واپسیں شدّتِ حرارت سے پانی دستِ مُبارک میں بار بار لیتے اور چہرۂ مُبارک پر ڈالتے اور فرماتے تھے ۔ اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی پس ۱۲ ربیع الاوّل سـ۱۱ـنہ ہجری کو ۶۳ برس کی عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس دارِ فانی سے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ حضرت

Marfat.com

علیؓ و اُسامہؓ بن زید و حضرت عباسؓ اور اُن کے دونوں بیٹوں فضل اور قثم رضی اللہ عنہم نے حضورؐ کو غُسل دیا۔ تین چادروں کا کفن پہنایا گیا۔ اور بعد نماز جنازہ جس مقام پر آپؐ نے وفات پائی تھی۔ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حُجرۂ مُبارک میں دوپہر سے پہلے مدفون ہُوئے۔

شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوصاف ظاہری و باطنی میں تمام جہان سے بہتر تھے اور جس قدر صبر و بُردباری۔ عفوو انکسار۔ شرم وسخاوت۔ مہربانی ومتانت، مروّت و جوانمردی اور دلیری و ہمدردی آپؐ میں پائی گئی۔ کسی کو مُیسّر نہیں ہُوئی اور نہ ہو گی۔ آپؐ ہمیشہ پاک وصاف رہتے، سُتھرا لباس پہنتے۔ خُوشبو کو بہُت پسند فرماتے۔ اور اکثر استعمال میں لاتے تھے۔ آپؐ نہایت تیز عقل۔ شیریں گُفتار، پاکیزہ اخلاق اور خُوش عادت تھے۔ حضرت انَس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مَیں دسؔ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا۔

Marfat.com

مگر کبھی یہ نہ فرمایا۔ یہ کیوں نہیں کیا۔ وُہ کس لئے کیا۔ ایک روز ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پیچھے سے اس زور کے ساتھ کھینچی کہ چادر کے کنارے کا نشان گردن مُبارک میں پڑگیا۔ اور پیچھے کو گِر گئے۔ کہنے لگا۔ یا محمدؐ! صلی اللہ علیہ وسلم خُدا نے جو مال آپؐ کو دیا ہے۔ اس میں سے مجُھ کو بھی دیجئے۔ آپؐ اُس کی بیوقوفی پر ہنسنے لگے۔ اور کچُھ دے دینے کا ارشاد فرمایا۔ مدینہ طیبّہ کی ضعیف بوڑھیاں آپ کو اپنے بازار کے کام کاج کے لئے تکلیف دیتیں۔ آپؐ خوشی سے انجام دیتے، جنگِ اُحد میں جب آپ زخمی ہوئے۔ صحابہ نے عرض کی کہ دشمنوں کے لیے دُعائے بد کیجئے۔ فرمایا "مجُھے اللہ تعالیٰ نے بددعا کے لیے نہیں بھیجا" اور یہ دُعا فرمائی "بارِ خُدایا! میری نادان قوم کو ہدایت کر" آپؐ نے کبھی اپنی کسی بیوی یا لڑکی کو نہیں مارا۔ آپؐ کو کسی سے جو تکلیف پہنچتی، اس کا بدلہ نہ لیتے تھے۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں آپ کو زہر کھلایا۔ اور اقرار بھی کیا آپؐ نے مُعاف فرمادیا۔ اسی طرح اہل تنعیم کو جنھوں نے آپ کی جان لینے پر کمر باندھی تھی۔ جب گرفتار کر لئے

Marfat.com

گئے تو رہا کرا دیا۔ جب آپ کسی سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ اس کے چھوڑنے سے پہلے نہ کھینچتے۔ اور کسی نے آپ کو نہیں دیکھا کہ اپنے ہم زانو سے آپ اپنا زانو آگے بڑھا کر بیٹھے ہوں۔ اکثر خاموش بیٹھے رہتے۔ کوئی چیز آپ کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے اُسے بُرا نہ فرماتے۔ لوگ چہرۂ مُبارک سے پہچان لیتے۔ نہایت حیا کے باعث آپ کسی کی آنکھ سے آنکھ نہ ملاتے۔ اور کسی سے ایسی بات نہ فرماتے کہ اسے بُری مُعلوم ہو۔ اور بُرائی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ نہ دیتے۔ بلکہ درگزُر فرماتے۔ آپ بڑے سخت معرکوں مین جن میں بہادُر اور بزُدل لوگ بھاگ نکلتے۔ نہایت بے ہراس جمے رہتے۔ ایسے نرم اور ملنسار تھے کہ لوگوں کے دل اُن کے اختیار میں نہ رہتے۔ ہر قوم کے بڑوں کو بڑا سمجھتے اور ہر ہم نشین سے اس کے مرتبہ کے لائق معاملہ فرماتے۔ ہر سائل کی حاجت پُوری کرتے۔ اگر ممکن ہوتا۔ تو خوش آیند جواب سے محروم نہ فرماتے۔ جب کوئی آپ کو پُکارتا جواب میں لبّیک فرماتے۔ اپنے اصحاب سے ملتے تو اُن سے باتیں کرتے۔ ان کے بچّوں کے ساتھ ہنسی بہلاؤ کی باتیں

Marfat.com

کرتے اور اُنہیں گود میں بٹھا لیتے۔ مدینہ طیبّہ سے دُور رہنے والے بیمار کی عیادت کو تشریف لے جاتے معذرت کرنے والوں کا عُذر قبول فرماتے۔ مُسلمانوں سے سلام اور مصافحہ میں پیش قدمی فرماتے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اس کی تعظیم کرتے۔ اور کسی کے لیئے اپنی چادرِ مُبارک بھی بچھا دیتے۔ مَسند مُبارک پر بٹھاتے۔ اور اصحاب کو اچھے ناموں اور اُن کی کنّیتوں کے ساتھ پکارتے۔ اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے۔ آپؐ ایسے تازہ رُو تھے کہ ہمیشہ متبسّم معلوم ہوتے۔ شیماء آپ کی رضاعی بہن جب آپ کے پاس آئیں تو آپ نے اُن کے لئے اپنی چادر بچھائی، اور اپنے برادر رضاعی کو آتے ہُوئے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور اپنے سامنے بٹھایا ثوبیہ کو، کہ آپ نے کُچھ دِنوں ان کا بھی دُودھ پیا تھا۔ ہمیشہ انعام اور خلعت عطا فرماتے تھے۔ آپؐ ہر شخص سے تواضع کے ساتھ پیش آتے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف لے گئے۔ وُہ سب تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تمہیں ایسا نہیں چاہیئے کہ

Marfat.com

عجمیوں کی طرح کھڑے ہو کر تعظیم بجا لاؤ۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ میری تعریف میں حد سے مت گزرو۔ جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم (علیہما السلام) کی تعریف کی۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری فضیلت اس طور پر مت ظاہر کرو۔ جس سے دوسرے پیغمبروں کی توہین پیدا ہو۔

ایک روز آپ بازار میں تشریف لے گئے۔ اور ایک پیراہن خریدا۔ بائع نے فوراً اُٹھ کر دستِ مُبارک کو بوسہ دیا آپؐ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا "یہ اہلِ عجم کا دستور ہے کہ اپنے بادشاہوں سے ایسا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور میں تو تمُ ہی میں سے ایک شخص ہُوں" اور جب وفد بنی عامر نے عرض کی "آپ ہمارے سیّد ہیں" فرمایا "سیّد خُدا ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سب لوگ مؤدّب بیٹھتے۔ حتیٰ کہ کسی کی آواز بھی حضورؐ کی آواز سے اُونچی نہ ہونے پاتی تھی۔ جب آپؐ کچھُ ارشاد فرماتے۔ سب گردنیں جھکا کر کان لگا لیتے۔ اور جب کسی قوم کے پاس آپؐ تشریف لے جاتے، تو کنارہ مجلس ہی پر بیٹھ جاتے۔ نظرِ مبارک ہمیشہ نیچی رہتی تھی۔ آپؐ ایک نگاہ سے زیادہ

Marfat.com

کسی شے کو ملاحظہ نہ فرماتے۔ آپؐ کے کلامِ مُبارک کا ہر کلمہ علیحدہ علیحدہ ہوتا تھا۔ اور روانی و آہستگی کے ساتھ تکلم فرماتے تھے۔

حضورؐ کی معیشت نہایت مُختصر تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آپؐ نے کبھی تین روز متواتر پیٹ بھر کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ اور گیہوں کی روٹی تو مدت العُمر میں ایک مرتبہ بھی کبھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ آپؐ کا بستر چمڑے کا تھا۔ جس میں کھجُور کے پتّے بھرے ہُوئے تھے۔ داد و دہش نہایت پسند تھی۔ جو آتا دے ڈالتے۔ کَل کے لئے کچُھ ذخیرہ نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ بارگاہ عالی میں ۹۰ ہزار درہم بوریئے پر لا کر جمع کئے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اُسی وقت تقسیم فرما دیا۔ حتّٰی کہ ایک شخص حاضر ہُوا۔ اور سوال کیا۔ فرمایا۔ اس وقت تو کچُھ نہیں رہا۔ پھر آئے گا تو تجھے دُوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو ایسے کاموں کی تکلیف نہیں دی جو وُسعت سے باہر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند ہُوئی۔ پھر ایک انصاری نے عرض کی یا رسُول اللہ

Marfat.com

۱۴ - زیادہ ہنسنے سے دِل مُردہ ہو جاتا ہے۔
۱۵ - سچ بولو خواہ کسی کو ناگوار ہو۔
۱۶ - آنکھ نیچی اور ہاتھ کوتاہ رکھو۔
۱۷ - خُدا کے نزدیک زیادہ عزّت والا وُہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔
۱۸ - محبّت اندھا، بہرا کر دیتی ہے۔
۱۹ - جس کو لوگوں پر رحم نہ آئے۔ خُدا اس پر رحم نہ کرے گا۔
۲۰ - مسلمانوں کی مثال ایک عمارت جیسی ہے کہ اُس کے اجزا ایک دُوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔
۲۱ - جس عمل میں پابندی ہو۔ گو کم ہو۔ بہترین اعمال میں سے ہے۔
۲۲ - حیا نہیں تو جو چاہو، سو کرو۔
۲۳ - ہر شخص کے مرتبے کا لحاظ ضروری ہے۔
۲۴ - مُسلمان باہم ایک دوسرے کے لئے آئینہ ہیں۔
۲۵ - کِسی مُسلمان کو بہکانا بڑی خیانت ہے۔
۲۶ - لوگوں کے عیبوں میں پڑنا اپنے لئے خرابی ہے۔

Marfat.com

۱۴ - زیادہ ہنسنے سے دِل مُردہ ہو جاتا ہے۔
۱۵ - سچ بولو خواہ کسی کو ناگوار ہو۔
۱۶ - آنکھ نیچی اور ہاتھ کوتاہ رکھو۔
۱۷ - خُدا کے نزدیک زیادہ عزّت والا وُہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔
۱۸ - محبّت اندھا، بہرا کر دیتی ہے۔
۱۹ - جس کو لوگوں پر رحم نہ آئے۔ خُدا اس پر رحم نہ کرے گا۔
۲۰ - مسلمانوں کی مثال ایک عمارت جیسی ہے کہ اُس کے اجزا ایک دُوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔
۲۱ - جس عمل میں پابندی ہو۔ گو کم ہو۔ بہترین اعمال میں سے ہے۔
۲۲ - حیا نہیں تو جو چاہو، سو کرو۔
۲۳ - ہر شخص کے مرتبے کا لحاظ ضروری ہے۔
۲۴ - مُسلمان باہم ایک دوسرے کے لئے آئینہ ہیں۔
۲۵ - کِسی مُسلمان کو بھکانا بڑی خیانت ہے۔
۲۶ - لوگوں کے عیبوں میں پڑنا اپنے لئے خرابی ہے۔

Marfat.com